سلسلۂ مطبوعات
۷۸

مقامِ انسانیت

مخلوط اجتماعات کی پانچ اہم تقریریں

مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق محفوظ)

بارسوم

۱۴۲۴ھ ۲۰۰۳ء
کمپوزنگ ..... حامد خوشنویس
طباعت ..... کاکوری آفسٹ پریس
صفحات ۷۲
قیمت ..... =/۲۰ روپے
تعداد ..... دوہزار

باہتمام

محمد غفران ندوی

طابع وناشر

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست عناوین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	۷
۲	زندگی میں فرد کی اہمیت	۱۰
۳	اجتماعیت کا رجحان	۱۱
۴	مجرمانہ غفلت	۱۲
۵	ہماری غفلت کا خمیازہ	۱۳
۶	ہر اصلاحی کام کی بنیاد	۱۴
۷	اصل خطرہ	۱۵
۸	پیغمبروں کا کارنامہ	۱۶
۹	پیغمبروں کا طریقہ کار	۱۶
۱۰	تاریخ کا تجربہ	۱۷
۱۱	ہماری جدوجہد کا محرک	۱۸
۱۲	ایک مقدس وقف اور اس کا متولی	۱۹
۱۳	رواجی جلسے	۲۰

www.abulhasanalinadwi.org

۱۴	ان جلسوں کی بے اثری	۲۱
۱۵	مذہب غلط زندگی کا حریف ہے	۲۱
۱۶	سب سے مقدم سوال	۲۲
۱۷	انسان خدا کا نائب اور خلیفہ ہے	۲۲
۱۸	دنیا کے انتظام کے لئے انسان ہی موزوں ہے	۲۳
۱۹	کامیاب قائم مقام	۲۴
۲۰	اخلاق خداوندی کا مظاہرہ	۲۵
۲۱	دو متضاد تصور	۲۵
۲۲	انسان کا جماداتی تصور	۲۶
۲۳	معاشی مسئلہ یا لطف وتفریح	۲۷
۲۴	دل کی سچی پیاس	۲۸
۲۵	کسی کو انسانیت کا درد نہیں	۲۹
۲۶	خود کرنے کا کام	۲۹
۲۷	موجودہ تہذیب کی ناکامی	۳۱
۲۸	ذرائع کی آسانی اور فراوانی	۳۲
۲۹	مقاصد اور نیک خواہشات کا فقدان	۳۴
۳۰	ذرائع اور آسانیاں نیک خواہشات کی خانہ پری.....	۳۵
۳۱	ذرائع سے پہلے ان سے کام لینے والے چاہئیں	۳۶
۳۲	پیغمبروں نے انسان تیار کئے	۳۷

www.abulhasanalinadwi.org

۳۳	یورپ کی بے بسی مقاصد سے محرومی	۳۸
۳۴	وسائل باعث ہلاکت کیوں؟	۳۹
۳۵	تہذیب جدید کی ناکامی	۴۰
۳۶	مذہب کے کرنے کا کام	۴۱
۳۷	ذرائع کی کثرت نے ملکوں کو غلام بنایا	۴۱
۳۸	ایشیا کا فرض	۴۲
۳۹	وقت کا سب سے اہم کام	۴۲
۴۰	ملک کی حقیقی آزادی	۴۳
۴۱	آزادی کے آگے	۴۶
۴۲	قلب کی روشنی	۴۸
۴۳	شاہ کلید	۴۹
۴۴	سیرت سازی اور اخلاقی اصلاح کے بغیر کوئی	۴۹
۴۵	کردار کی ضرورت	۵۰
۴۶	اخلاقی زوال	۵۱
۴۷	انسانیت	۵۳
۴۸	نفس پرستی یا خدا پرستی	۵۴
۴۹	صاف اور کھری باتیں	۵۵
۵۰	نفس پرستی یا خدا پرستی	۵۵
۵۱	نفس پرستی خدا پرستی سے برسر پیکار رہی ہے	۵۶

www.abulhasanalinadwi.org

۵۲	نفس پرستی مستقل ایک مذہب ہے	۵۷
۵۳	نفس پرست من کا راجہ ہوتا ہے	۵۸
۵۴	نفس پرستی کی زندگی مصیبتوں کی جڑ ہے	۵۹
۵۵	رسول اللہ ﷺ نے ہی نفس پرستی	۶۱
۵۶	خداپرستی پیدا کرنے کے لئے تین بنیادی چیزیں	۶۳
۵۷	بے نفسی اور خداپرستی کی عجیب مثال	۶۵
۵۸	حیرت انگیز انقلاب	۶۸
۵۹	خداپرست سوسائٹی	۷۰
۶۰	خداپرستی کے علم بردار نفس پرستی کے شکار	۷۱
۶۱	دنیا کی سب سے بڑی مصیبت نفس پرستی ہے	۷۲
۶۲	ہماری دعوت	۷۲



www.abulhasanalinadwi.org

پیش لفظ

نہ صرف ہندوستان بلکہ اس موجودہ دور اور عالم انسانی کی ایک اہم ضرورت یہ ہے کہ اغراض وتعصّبات، قوم پرستی اور سیاسی مقاصد سے بالکل آزاد اور بے تعلق ہوکر عام انسانوں کے سامنے وہ حقیقتیں رکھی جائیں جن پر انسانیت کی نجات اور سلامتی موقوف ہے۔ اور جن کو نظر انداز کرکے ہمارا یہ پورا تمدن اور پوری انسانی سوسائٹی اس وقت سخت خطرہ سے دوچار اور موت وزیست کی کشمکش میں گرفتار ہے۔

یہ حقیقتیں اپنے اپنے زمانہ میں پیغمبروں نے بیان کی تھیں اور ان کے لئے سخت جد وجہد کی تھیں یہ حقیقتیں اب بھی زندہ ہیں لیکن سیاسی تحریکوں، مادی تنظیموں اور قومی خودغرضیوں نے گرد وغبار کا ایک ایسا طوفان کھڑا کردیا ہے کہ یہ روشن حقیقتیں ان کے اوٹ میں اوجھل ہوگئیں ہیں، لیکن انسانی ضمیر ابھی مردہ اور انسانی ذہن ابھی مفلوج ومعطل نہیں ہوا ہے، اگر پوری بے غرضی، پورے یقین اور پورے خلوص کے ساتھ ان حقیقتوں کو عام فہم زبان اور دل نشیں انداز میں بیان

www.abulhasanalinadwi.org

کیا جائے تو یہ انسانی ضمیر اور ذہن اپنا کام کرنے لگتا ہے اور بڑی گرم جوشی سے ان حقیقتوں کا استقبال کرتا ہے، اور بعض وقت تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان تقریروں میں اس کے دل کی ترجمانی اور اس کے درد کا مداوا ہے۔

۵۴-۵۵ء میں لکھنؤ کی ''جماعت دعوت واصلاح'' کا معمول تھا کہ وہ ملک کا دورہ کرتی تھی، اور مختلف شہروں میں ایسے جلسے منعقد کرتی تھی، جن میں مختلف مذاہب و خیالات کے لوگ اور ہندو مسلم، عیسائی بڑی تعداد میں شریک ہوتے تھے، جماعت کے مقرریں ان جلسوں میں ان حقائق کو عام فہم زبان اور روزمرہ کے واقعات اور مثالوں سے ذہن نشیں کرنے کی کوشش کرتے تھے اور یہ بتاتے تھے کہ ہمارے تمدن اور زندگی میں بنیادی خرابیاں اور کمزوریاں کیا ہیں، اور ہم سے زندگی کے مسائل ومشکلات پر غور کرنے اور پھر ان کو حل کرنے کی کوشش میں کیا چوک اور غلطی ہو رہی ہے، موجودہ مادی تہذیب میں کیا سقم اور خامی ہے، جو وہ نئی نئی الجھنیں پیدا کر رہی ہے، اور وسائل وذرائع کی فراوانی کے باوجود انسانیت کو حقیقی سکون بخشنے دنیا میں امن قائم کرنے، اور صحیح مقاصد کے لئے جد وجہد کرنے سے بالکل قاصر ہے، زندگی کا صحیح نقطۂ نظر اور انسان کا حقیقی مقام کیا ہے، اس سلسلہ میں خدا کے پیغمبر ہماری کیا رہنمائی کرتے ہیں اور زندگی کا کون سا نیا نقطۂ نظر، نیا جذبہ نئی قوتِ عمل عطا کرتے ہیں۔

تجربے سے معلوم ہوا کہ یہ وقت کی اہم ترین ضرورت تھی، یہ جلسے ہم سب کی توقع اور اندازہ سے بہت بڑھ کر کامیاب ہوئے، ان میں ہزاروں مہذب اور تعلیم یافتہ شہریوں کا مجمع ہوا، جس نے اتنے سکون واطمینان اور رغبت

www.abulhasanalinadwi.org

اور دلچسپی سے تقریریں سنیں جس پر سیاسی کارکنوں کو بھی حیرت ہوئی، پھر معزز سامعین نے اپنے تأثرات کا اظہار اس انداز میں کیا جس سے عمل اور دعوت کا ایک نیا میدان سامنے آ گیا اور معلوم ہوا کہ ہمارے ملک میں صداقتوں اور حقیقتوں کے سمجھنے کی کتنی استعداد اور صلاحیت موجود ہے اور خود غرض قومی وسیاسی تحریکوں نے عام آدمیوں کو کتنا مایوس کر دیا ہے، نیز یہ کہ اندھی اور بے ضمیر مادیت کے خلاف کتنا جذبہ اور کیسا اضطراب پایا جاتا ہے، یہ اس ملک اور اس دور کے لئے فال نیک ہے اور امید کی ایک بہت بڑی شعاع!

اس سلسلہ کی پانچ تقریروں کا مجموعہ (جو ۱۹۵۴ء) میں ہوئی تھیں ''پیام انسانیت'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے، اس وقت دوسری پانچ تقریروں کا مجموعہ ''مقام انسانیت'' کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے، اس میں ایک تقریر ''نفس پرستی اور خدا پرستی'' ۱۹۵۴ء کی ہے، باقی چار تقریریں ۱۹۵۵ء کی ہیں۔

امید ہے کہ یہ تقریریں بھی ذوق ودلچسپی اور توجہ وسنجیدگی سے پڑھی جائیں گی، اور جن احساسات کو ان میں اُبھارا اور جن حقائق کو ان میں آشکارا کیا گیا ہے وہ بے نتیجہ اور بے اثر نہیں رہیں گے۔

ابوالحسن علی

www.abulhasanalinadwi.org

زندگی میں فرد کی اہمیت

ہمارے اصلاحی کاموں کا ایک بڑا خلاء

۲۱ر فروری ۱۹۵۵ء کو جون پور ٹاون ہال میں ہندو
مسلمانوں کے ایک مخلوط اجتماع میں یہ تقریر کی گئی

www.abulhasanalinadwi.org

دوستو اور بھائیو!

سب جانتے ہیں کہ ہمارے سماج اور موجودہ نظامِ زندگی میں کوئی خرابی اور کمی ہے، جس کی وجہ سے زندگی کی کل صحیح نہیں بیٹھتی اور اس کا جھول نہیں نکلتا ایک خرابی دور کیجئے تو چار خرابیاں اور پیدا ہو جاتی ہیں، آج دنیا کے بڑے بڑے ملک بھی اس خرابی کے شاکی ہیں، اور محسوس کرنے لگے ہیں کہ بنیاد میں کوئی خرابی ہے، مگر ان کو اپنے پھٹکل مسائل سے فرصت نہیں، ہم ان مسائل کی ضرورت سے انکار نہیں کرتے مگر ان سب مسئلوں سے زیادہ اہم مسئلہ انسانیت اور آدمیت کا مسئلہ ہے، اس لئے کہ ہماری پہلی حیثیت انسان ہی کی ہے، اور یہ سارے مسائل اس کے بعد آتے ہیں، جن لوگوں کے ہاتھوں میں زندگی کی باگ ڈور ہے، انھوں نے زندگی کی گاڑی اتنی تیزی سے چلا رکھی ہے کہ ایک منٹ کے لئے اس کو روک کر خرابی دیکھنے کے لئے تیار نہیں، وہ یہ نہیں دیکھتے کہ وہ ٹھیک پٹری پر جا رہی ہے یا نہیں اور اس خرابی سے اس کے مسافروں اور آئندہ نسلوں کے لئے کیا خطرہ در پیش ہے، ان کو صرف اس کی فکر ہے کہ اس گاڑی کے چلانے والے وہ ہوں، ان میں سے ہر ایک دنیا کو اس بات کی رشوت دیتا ہے کہ اگر گاڑی کا ہنڈل اس کے ہاتھ میں ہوگا تو وہ زیادہ سے زیادہ تیز رفتاری سے گاڑی چلائے گا، امریکہ اور روس دونوں میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہے اور ہر ایک کا وعدہ ہے کہ وہ اس گاڑی کو زیادہ تیز رفتاری سے چلائے گا، لیکن کسی کو سمتِ سفر اور مقصدِ سفر سے بحث نہیں۔

اجتماعیت کا رجحان

اب میں بتلاتا ہوں کہ وہ چوک کیا ہے اور غلطی کہاں ہو رہی ہے، آج

www.abulhasanalinadwi.org

دنیا میں بڑی بڑی تنظیمیں ہورہی ہیں، اس وقت اجتماعیت پر بڑا زور ہے، ہر کام اجتماعی اور عالمگیر پیمانہ پر کیا جارہا ہے، یہ اجتماعیت ایک خوشگوار اور ترقی پسند رجحان ہے، لیکن افراد اور ان کی صلاحیت ہر اجتماعی کام کی اور ہر تنظیم کی بنیاد ہے، اور اس کی اہمیت سے کسی دور میں انکار نہیں کیا جاسکتا، اس زمانہ کی خطرناک غلطی یہ ہے کہ افراد کی اہمیت اور ان کی سیرت وصلاحیت کو بالکل نظر انداز کیا جارہا ہے، عمارت بنائی جارہی ہے، مگر جن اینٹوں سے وہ بنے گی ان کو کوئی نہیں دیکھتا، اگر کوئی یہ سوال چھیڑتا ہے کہ اینٹیں کیسی ہیں، تو کہا جاتا ہے کہ اینٹیں ناقص سہی، کمزور سہی، مگر عمارت مضبوط اور اعلیٰ ہوگی، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ سو خراب چیزوں سے ایک اچھا مجموعہ کیسے برآمد ہوگا، کیا خرابی جب بڑی تعداد میں جمع ہوجاتی ہے، اور ایک دوسرے میں شامل ہوجاتی ہے تو معجزہ کے طور پر اس سے ایک عمدہ چیز ظاہر ہوجاتی ہے؟ کیا سو مجرموں اور ظالموں کے مل جانے سے ایک انصاف پرور جماعت اور معدلت شعار ادارہ وجود میں آجاتا ہے؟ ہمیں تو یہ معلوم ہے کہ نتیجہ ہمیشہ مبادی اور مقدمات کے تابع ہوتا ہے، اور کل ہمیشہ اجزا کی خصوصیتوں کا نمائندہ اور مظہر ہوتا ہے، آپ صحیح میزان نکالنا چاہتے ہیں تو جب تک اکائیاں ٹھیک نہ ہوں میزان غلط رہے گی، یہ کہاں کی منطق اور کہاں کا فلسفہ ہے کہ افراد کو بنانے کی فکر نہیں اور ایک اچھے مجموعہ کی توقع کی جاری ہے؟

مجرمانہ غفلت

آج کالجوں تحقیقاتی اداروں، تجربہ گاہوں، تفریحی مرکزوں میں انسانی زندگی کی ہر حقیقی اور فرضی ضرورت کا انتظام کیا جارہا ہے، مگر ان آدمیوں کے بنانے

کا کوئی انتظام نہیں سوچا جارہا ہے، جن کے لئے یہ سب انتظامات ہیں، کیا یہ سب تیاریاں ان انسانوں کے لئے ہیں، جو سانپ بچھو بن کر زندگی گزاریں گے، جن کا مقصدِ زندگی بوالہوسی اور عیش پرستی کے سوا کچھ نہیں، اس دور کے انسان نے ظلم اور جرم کو منظم کیا ہے اور اس بارے میں وہ جانور سے بازی لے گیا، کیا کبھی سانپوں اور بچھوؤں اور جنگل کے شیروں اور بھیڑیوں نے انسانوں پر کوئی منظم اور متحد حملہ کیا؟ لیکن انسان اپنے جیسے انسانوں کو فنا کرنے کے لئے تنظیمیں اور ادارے قائم کرتا ہے، اور پوری دنیا کو تباہ کردینے کی اسکیمیں بناتا ہے، اس وقت افراد کی تربیت، سیرت کی تعمیر اور انسانیت کی صفات اور اخلاق پیدا کرنے کی طرف سے مجرمانہ غفلت برتی جارہی ہے، یہی کام سب سے غیر اہم سمجھا گیا ہے، مشین ڈھالنے کی کتنی فیکٹریاں ہیں، کاغذ بنانے کے کتنے کارخانے ہیں، کپڑے کی کتنی مل ہیں، مگر حقیقی انسان بنانے کا بھی کوئی ادارہ کوئی تربیت گاہ ہے؟ آپ کہیں گے یہ تعلیم گاہیں، کالج اور یونیورسٹیاں لیکن بے ادبی معاف وہاں انسانیت کی تعمیر اور فرد کی تکمیل پر کتنی توجہ کی جاتی ہے؟ یورپ اور امریکہ نے کتنے بڑے صرف اور کتنے بڑے ساز وسامان سے ایٹم بم بنایا، اگر اس کے بجائے وہ ایک فرد کامل بناتا تو دنیا کے لئے کتنا مبارک ہوتا، مگر ادھر کسی کا ذہن نہیں جاتا۔

ہماری غفلت کا خمیازہ

ہمارا ملک ہندوستان تاریخ میں بڑا مردم خیز ملک رہا ہے، اس نے بڑے کامل افراد پیدا کئے ہیں، مگر اب صدیوں سے اس کی طرف سے غفلت برتی جارہی ہے، ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں نے بھی اپنے دورِ حکومت میں اس فرض

www.abulhasanalinadwi.org

کے ادا کرنے میں کوتاہی سے کام لیا، ان کی حکومت اگر خلافت راشدہ کا نمونہ ہوتی اور وہ اس کے منتظم اور حکمراں ہونے سے زیادہ اس ملک کے مربی اور اخلاقی معلم ہوتے تو آج اس ملک کی اخلاقی حالت یہ نہ ہوتی، اور وہ اس ملک کی تولیت اور انتظام سے سبکدوش نہ کئے جاتے، پھر انگریز آئے، ان کی حکومت تو صرف اسپنج (SPONGE) کی طرح تھی، جس کا کام کہ گنگا کے دہانے سے دولت چوس کر ٹیمز (TMES) کے کنارے اگل دے، ان کے عہد میں اس ملک کا اخلاقی انحطاط کہیں سے کہیں پہنچ گیا، اب ہم کو آزادی ملی، ہمیں چاہئے تھا کہ ہم سب سے پہلے اسی بنیادی مسئلہ کی طرف توجہ کرتے! کیا یہ ملک کبھی آزاد نہیں تھا؟ پھر وہ آزادی کی دولت سے کیوں محروم ہوا؟ اپنی اخلاقی پستی اور اخلاقی کمزوریوں سے! مگر افسوس ہے کہ سڑکوں اور روشنی کی طرف بھی جتنی توجہ ہے، اتنی بھی توجہ اس بنیادی کام کی طرف نہیں ہے۔

ہر اصلاحی کام کی بنیاد

میں ''شرم دان'' اور بھودان تحریکوں کا بڑا قدر دان ہوں لیکن میں اس عقیدہ کو نہیں چھپا سکتا کہ اس سے بھی پہلے کرنے کا کام اخلاقی اصلاح اور صحیح احساس پیدا کرنا تھا، ہمیں تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ بہت قدیم دور میں زمینیں واجبی طور پر تقسیم کی جاتی تھیں، اور کوئی کوئی دور تو ایسا گزرا ہے کہ ہوا اور پانی کی طرح زمین کو بھی ایک ضرورت کی چیز اور انسانوں کا حق سمجھا جاتا تھا، لیکن پھر انسانوں کی حرص نے ضرورت مندوں کو محروم اور بے ضرورت اشخاص کو اس کا مالک بنا دیا، اگر اخلاقی احساس اور انسانیت کا احترام نہ پیدا ہوا تو پھر اسی کا خطرہ

www.abulhasanalinadwi.org

ہے کہ تسلیم شدہ زمین پر پھر قبضہ کرلیا جائے، اور ضرورت مندوں کو بے دخل کردیا جائے، اس لئے جب تک یہ احساس نہ پیدا ہو، اور ضمیر بیدار نہ ہو، اس وقت تک ان کوششوں کے نتائج اور وعدوں پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا، آج اخلاقی انحطاط حد درجہ کو پہنچا ہوا ہے، رشوتوں، چور بازاری، غبن اور خیانت میں کمی نہیں بلکہ لوگوں کا کہنا ہے کہ کچھ زیادتی ہی ہے، دولت مند بننے کی خواہش جنون کو پہنچ گئی ہے، کوئی اپنی ذمہ داری محسوس نہیں کرتا، ذہنی کیفیت یہ ہے کہ ایک دوسرے کی نیکی کی آڑ لے کر بدی کرنا چاہتا ہے، جب سب کا یہ حال ہوجائے تو وہ نیکی پھر کہاں سے آئے گی جس کی آڑ میں اور جس کے دامن میں بدی چھپ سکے، میرے ایک مصری دوست نے اپنی تقریر میں اس کی ایک بڑی اچھی مثال دی، انھوں نے کہا کہ ایک بادشاہ نے ایک رات اعلان کیا کہ ایک حوض دودھ کا بھرا ہوا چاہئے، ہر شخص ایک گھڑا دودھ اس میں ڈال دے اور صبح اپنے دام لے لے، اندھیری رات تھی، ہر شخص نے یہ خیال کیا کہ میں نے اگر ایک گھڑا پانی ڈال دیا تو اتنے بڑے حوض میں کیا پتہ چلے گا، سب لوگ تو دودھ ڈالیں گے، لیکن اتفاق سے ہر شخص نے یہی سوچا اور دوسرے کی نیکی اور دیانت کے اعتماد پر بددیانتی کرنی چاہی، نتیجہ یہ نکلا کہ صبح جب بادشاہ نے دیکھا تو پورا حوض پانی سے بھرا تھا، دودھ کا نام ونشان نہ تھا، جب کسی بستی کی یہ حالت ہوجائے تو پھر اس کی کوئی حفاظت نہیں کرسکتا۔

اصل خطرہ

یاد رکھئے اس ملک کے لئے کوئی بیرونی خطرہ نہیں، اس ملک کے لئے سب سے بڑا خطرہ یہ اخلاقی انحطاط، یہ مجرمانہ ذہنیت، یہ دولت پرستی اور برادر کشی ہے، کیا

www.abulhasanalinadwi.org

یونان اور روما کو کسی دشمن نے تباہ کیا نہیں بلکہ ان اخلاقی بیماریوں نے جن کا گھن ان کو لگ گیا تھا، پھر اس وقت ایک ملک کا اخلاقی انحطاط تمام دنیا کے لئے خطرہ ہے، دنیا جب ہی خوش حال اور پر امن ہو سکتی ہے، جب ہر ملک خوش حال اور پر امن ہو۔

پیغمبروں کا کارنامہ

پیغمبروں کا یہی کارنامہ ہے کہ انھوں نے صالح افراد تیار کئے، خدا سے ڈرنے والے، انسان سے محبت کرنے والے، دوسروں کے لئے تکلیف اٹھانے والے، اپنے پرائے کے معاملے میں انصاف کرنے والے، سچ بولنے والے، حق کا ساتھ دینے والے، مظلوم کی مدد کرنے والے، دنیا کے کسی فرد، کسی ادارہ اور کسی تربیت گاہ نے ایسے صالح افراد تیار نہیں کئے، دنیا کو اپنی ایجادوں پر ناز ہے، سائنس دانوں کو اپنی خدمات پر فخر ہے، لیکن پیغمبروں سے بڑھ کر کس نے انسانیت کی خدمت انجام دی، ان سے زیادہ بیش قیمت چیز کس نے دنیا کو عطا کی، ان افراد نے دنیا کو گلزار بنا دیا، ان کی وجہ سے دنیا کی ہر چیز کارآمد بن گئی، اور ہر دولت ٹھکانے لگی، آج بھی دنیا میں جو نیکی کا رجحان، جو سچائی، انصاف اور انسانیت کی محبت پائی جاتی ہے، وہ انھیں پیغمبروں کی کوشش اور تبلیغ کا نتیجہ ہے، یہ موجودہ دنیا بھی محض ایجادات اور تمدن کی ترقیات پر نہیں چل رہی ہے، یہ محض اسی سچائی دیانت داری، انصاف اور محبت پر قائم ہے جو پیغمبر پیدا کر گئے۔

پیغمبروں کا طریقۂ کار

پیغمبروں نے یہ صالح ترین افراد کس طرح پیدا کئے، یہ بات کچھ کم حیرت انگیز

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں، انھوں نے ان کے اندر ایک نیا یقین پیدا کر دیا، وہ یقین جس سے دنیا اس وقت محروم تھی، جس کے فقدان نے ساری دنیا کے نظام کو درہم برہم کر رکھا تھا، اور انسان اس کو کھو کر ایک خونخوار درندہ، ایک حریص چوپایا بن گیا تھا، یعنی خدا ہستی کی کا یقین اور مرنے کے بعد کی زندگی اور جواب دہی کا یقین اور اس بات کا یقین کہ یہ سچے انسان خدا کا پیغام لانے والے اور انسان کی صحیح رہنمائی کرنے والے ہیں، اس یقین نے انسان کی کایا پلٹ دی اور اس کو ایک بے لگام جانور سے ایک ذمہ دار انسان بنا دیا۔

تاریخ کا تجربہ

ہزاروں برس کا تجربہ بتاتا ہے کہ انسان سازی کے لئے اس سے بڑی طاقت نہیں، آج دنیا کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ جماعتیں موجود ہیں، قومیں موجود ہیں، تنظیمیں اور ادارے موجود ہیں، لیکن صالح افراد نایاب ہیں، اور دنیا کے بازار میں سب سے زیادہ اسی جنس کی کمی ہے، خطرناک بات یہ ہے کہ ان کی تیاری کی فکر بھی نہیں ہے، اور سچ پوچھئے تو اگر تیاری کی کوشش بھی کی جاتی ہے تو اس کے لئے صحیح راستہ نہیں اختیار کیا جاتا، اس کا راستہ صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ یہ یقین پھر پیدا کیا جائے اور سب سے پہلے انسان کو انسان بنایا جائے، اس کے بغیر جرائم بند نہیں ہو سکتے، خرابیاں دور نہیں ہو سکتیں، آپ ایک چور دروازہ بند کریں گے، دس چور دروازے کھل جائیں گے، افسوس ہے کہ جن کو اس بنیادی کام کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے، اور جن کے توجہ کرنے سے اثر ہو سکتا ہے ان کو دوسرے مسائل سے فرصت نہیں، اگر وہ اس مسئلہ پر توجہ کرتے تو اس

www.abulhasanalinadwi.org

سے پوری زندگی پر اثر پڑتا اور سیکڑوں مسائل اس سے حل ہوجاتے، جن پر علیٰحدہ علیٰحدہ کوشش کی جارہی ہے، اور خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔

ہماری جدوجہد کا محرک

ہم نے جب دیکھا کہ اتنے لمبے چوڑے ملک میں کوئی اس کی صدا بلند کرنے والا نہیں، اور کوئی اس کو اپنی زندگی کا مقصد اور مہم بنانے والا نہیں تو ہم اور ہمارے چند بے سروسامان ساتھی اس دعوت کے لئے اپنے گھر سے نکلے، ہم آپ کے شہر میں آئے، آپ نے ہماری پذیرائی کی اور دلچسپی اور سکون سے ہماری بات سنی، اس کے ہم بڑے شکرگزار ہیں اور اس سے ہماری بڑی حوصلہ افزائی ہوتی ہے، ہم اسی امید پر نکلے ہیں، انسانوں کی اس وسیع بستی میں ضرور کچھ زندہ دل پائے جاتے ہیں، دنیا کا ہر کام انھیں انسانوں کے وجود کے یقین اور ان کی زندہ دلی کے اعتماد پر کیا گیا ہے، اتنے بڑے مجمع میں ہمیں امید ہے کہ بہت سے دلوں نے ہماری اس بات کو قبول کیا ہوگا، ہم اس بات کی بھی امید کرتے ہیں کہ وہ اپنے کو وہ فرد بنانے کی کوشش کریں گے، جس کی آج دنیا کو ضرورت ہے اور جس کے بغیر اس زندگی کی چول بیٹھ نہیں سکتی۔

●●●

www.abulhasanalinadwi.org

ایک مقدس وقف اور اس کا متولی

بنتھرا روڈ کے ایک مخلوط اجتماع کی، جس میں
ہندو مسلم حضرات کی اچھی خاصی تعداد موجود تھی
ایک اہم تقریر۔

www.abulhasanalinadwi.org

رواجی جلسے

دوستو اور بھائیو!

اس وقت ہمارے ملک میں جلسوں اور مجلسوں کا اچھا خاصا رواج ہے، لیکن یہ جلسے اور مجلسیں دو قسم کی ہوتی ہیں، ایک وہ جو بالکل ذاتی غرض اور مقصد کے لئے منعقد کی جاتی ہیں، خواہ اس کے پیچھے کوئی جماعت اور سیاسی پارٹی کام کرتی ہو یا کسی جماعت یا پارٹی کا نام لیا جاتا ہو، اس کی روشن مثال الکشن کے جلسے ہیں، الکشن کی بدولت قصبے قصبے، گاؤں گاؤں جلسے ہوتے ہیں، اور اس کے لئے سخت جدو جہد کی جاتی ہے، وقت صرف کیا جاتا ہے، اور روپیہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے جو لوگ کسی نشست کے لئے کھڑے ہوتے ہیں وہ ووٹ دینے والوں کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ انتخاب کے لئے موزوں ترین اور لائق ترین آدمی ہیں، ان جلسوں میں زندگی کے اصول اور اخلاقی اور اچھا شہری بننے کی تعلیم نہیں دی جاتی ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کو زیادہ سے زیادہ ووٹ دیئے جائیں ان کے نزدیک وہی لوگ قابل تعریف ہیں اور انھیں کی زندگی کی قیمت ہے جو ان کی حمایت کریں، اور ان کو ووٹ دیں خواہ وہ اخلاقی حیثیت سے پست اور اصول وسیرت اور کردار کے لحاظ سے ادنیٰ درجہ کے انسان ہوں۔

دوسری قسم کے جلسے وہ ہوتے ہیں، جو مذہبی رسوم یا معاشرتی (سوشل) تقریبات کے سلسلہ میں منعقد ہوتے ہیں، اس طرح کے جلسے مسلمانوں میں بھی ہوتے ہیں اور ہندوؤں میں بھی، لیکن افسوس کی بات ہے کہ مذہبی جلسے جو کبھی قوموں میں زندگی پیدا کرنے کا ذریعہ ثابت ہوتے تھے، اور اصلاح وانقلاب کا

www.abulhasanalinadwi.org

پیغام دیتے تھے، اب کوئی پیغام اور پروگرام نہیں رکھتے، اسی طرح سے وہ معاشرتی تقریبات جن سے کبھی اصلاح اور اجتماعیت کا کام لیا جاتا تھا، ایک طرح سے بے روح اور بے جان ہوگئی ہیں، اور لگے بندھے نظام کے ماتحت ہونے لگی ہیں۔

ان جلسوں کی بے اثری

ان جلسوں میں لوگ جو ذہن لے کر آتے ہیں، وہی ذہن لے کر جاتے ہیں، ان میں کوئی تغیر اور کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، بلکہ ان جلسوں کی شرکت سے ایک قسم کا اطمینان پیدا ہوتا ہے، ان میں شریک ہونے والا یہ سمجھنے لگتا ہے کہ شرکت سے وہ ہلکا اور پاک ہوگیا، اور اس نے جو پاپ کئے تھے وہ دھل گئے، آج مذہب سے انسانوں کے دل ودماغ پر چوٹ نہیں لگتی، مذہبی تقریبات کی شرکت سے اطمینان اور سکون اور بڑھ جاتا ہے۔

مذہب غلط زندگی کا حریف ہے

حالانکہ مذہب غلط زندگی کا حریف ہے، اس کا سمجھوتہ خرابیوں، پاپ اور بداخلاقیوں سے ناممکن ہے، پہلے قسم قسم کی زندگی گزارنے والے ان جلسوں سے کتراتے تھے کہ کہیں مذہب ان کی حرکتوں پر تنقید نہ کرے، قرآن مجید میں حضرت شعیبؑ اور ان کی قوم کا مکالمہ نقل کیا گیا ہے، حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم سے کہا اے قوم! ناپ تول میں کمی نہ کرو، تم ڈنڈی مارتے اور کم تولتے ہو، گاہک سے زیادہ سے زیادہ لینے کی فکر میں رہتے ہو اور اس کو کم سے کم دینے کی کوشش کرتے ہو، یہ مہاپاپ ہے، قوم نے جواب دیا کہ کیا تمہاری نماز تم کو اس کی تعلیم دیتی ہے

www.abulhasanalinadwi.org

کہ تم ہمارے اس طرز عمل پر اعتراض کرو اور ہم کو اپنے مال میں آزادانہ کاروائی کرنے سے روکو؟ قوم نے تشخیص ٹھیک کی، یہ سب رکاوٹیں نماز ڈالتی ہے، اور زندگی میں غلط اور صحیح کی تمیز کراتی ہے، ایک صحیح اور زندہ مذہب زندگی میں غلطیوں اور گناہوں پر خاموش نہیں رہ سکتا۔

بھائیو! ہمارا یہ جلسہ نئے طرز کا ہے، یہ نہ الکشن کے جلسوں میں کا کوئی جلسہ ہے، نہ مذہبی تقریبات میں سے کوئی تقریب ہے، ہم اس جلسہ میں کوشش کریں گے کہ بتائیں کہ زندگی کا صحیح راستہ کیا ہے؟ اور انسان پستی میں کیوں گر گیا ہے۔

سب سے مقدم سوال

آپ جب کوئی کام کرتے ہیں تو سب سے پہلے یہ طے کرتے ہیں کہ کس نیت سے کیا جائے، اور اس معاملہ میں آپ کی صحیح پوزیشن کیا ہے؟ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے، اس کی تہہ میں یہ بنیادی حقیقت کام کر رہی ہے کہ انسان نے دنیا میں اپنے کو کیا سمجھا اور اس کو کیا مقام اور پوزیشن حاصل ہے، اگر یہی بات صحیح سمجھ لی گئی تو ہر کام ٹھیک ہوگا اور اگر اسی منزل پر غلطی ہوگئی تو غلطی ہوتی ہی چلی جائے گی۔

انسان خدا کا نائب اور خلیفہ ہے

دوستو! اسلام نے ہمیں یہ بتلایا ہے کہ انسان دنیا میں خدا کا نائب، خلیفۃ اللہ اور دنیا کا ٹرسٹی ہے، دنیا ایک وقف ہے، اور انسان اس کا متولی، اس کے ذمہ یہاں کا انتظام اور ہدایت کا کام ہے، دنیا میں چھوٹے بڑے بہت سے وقف ہوتے ہیں، یہ سارا عالم، یہ ساری کائنات ایک عظیم الشان وقف (ٹرسٹ) ہے

www.abulhasanalinadwi.org

یہ کسی کی ذاتی ملکیت یا کسی کے باپ دادا کی جائداد نہیں ہے کہ جس طرح چاہے کھائے، اڑائے، اس وقف میں جانور، چرند، پرند، درخت، دریا، پہاڑ، سونا، چاندی سامان خوراک اور دنیا کی تمام نعمتیں ہیں، یہ سب انسان کے حوالے کی گئی ہیں، کیونکہ وہ ان کے مزاج سے بھی واقف ہے، اور ان کا ہمدرد بھی، انسان خود اسی ٹرسٹ کی مٹی سے بنا ہے، اور اسی خاک کا ہے، اور منتظم کے لئے واقفیت وعلم اور ہمدردی وتعلق دونوں شرط ہیں، انسان دنیا کے نفع ونقصان سے بھی واقف ہے، اور اس کے اندر اس کی ضروریات بھی رکھی گئی ہیں، اس لئے وہ اچھا ٹرسٹی بن سکتا ہے۔

مثال کے طور پر لائبریری (کتب خانہ) کا انتظام وہی اچھا کرسکتا ہے جس کو علم کا شوق ہو اور کتابوں سے لگاؤ اور دل چسپی ہو، اگر کسی کتب خانہ کا انتظام کسی جاہل کے سپرد کردیا گیا، چاہے وہ کتنا ہی شریف اور اچھا آدمی ہو وہ بہترین لائبریرین نہیں بن سکتا، لیکن جس کو علم کا شوق ہوگا اور کتابوں سے مناسبت، وہ اس میں کافی وقت صرف کرے گا، اس کے ذخیرے میں معقول اضافہ کرے گا اور اس کو ترقی دے گا۔

اسی طرح انسان چونکہ اسی دنیا کا ہے، اس کو اس سے دل چسپی بھی ہے، اور وہ اس کا ضرورت مند بھی ہے، اس سے واقف بھی ہے، اور اس کا ہمدرد بھی، اس کو اسی میں رہنا بھی ہے، اور اسی میں مرنا بھی لہذا وہ اس کی پوری دیکھ بھال کرے گا اور خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو ٹھکانے لگائے گا یہ کام اس کے علاوہ اور کوئی اس خوبی سے انجام نہیں دے سکتا۔

دنیا کے انتظام کے لئے انسان ہی موزوں ہے

جب حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور زمین میں اپنا نائب

www.abulhasanalinadwi.org

بنایا، فرشتے جو پاک اور روحانی مخلوق ہیں، جو نہ گناہ کرتے ہیں، نہ گناہ کی خواہش رکھتے ہیں، بولے کہ اے مالک آپ ایسے کو اپنا نائب بنا رہے ہیں جو دنیا میں خون خرابہ کرے گا، ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں، اور تیری عبادت میں مشغول رہتے ہیں، یہ منصب ہم کو عطا فرما، خدا نے جواب دیا تم اس بات کو نہیں جانتے ہو، خدا نے آدمؑ اور فرشتوں کا امتحان لیا، چونکہ آدم اسی خاک کے تھے، ان کو دنیا استعمال کرنی تھی، ان کی فطرت کو اس سے مناسبت تھی، اس لئے وہ اس کی ایک ایک چیز سے واقف تھے، انھوں نے ٹھیک ٹھیک جواب دیا، فرشتوں کو ان چیزوں سے واسطہ نہ تھا، اس لئے جواب نہ دے سکے، اس طرح خدا نے دکھا دیا کہ دنیا کے انتظام اور اس وقف کی تولیت کے لئے اپنا ساری کمزوریوں کے باوجود انسان ہی موزوں ہے، بلکہ یہ کمزوریاں اور ضرورتیں ہی اس کو اس منصب کا اہل ثابت کرتی ہیں، اگر اس دنیا میں فرشتے ہوتے تو دنیا کی اکثر نعمتیں بیکار ہی ثابت ہوتی اور ان کی وہ ترقی ہرگز نہ ہوتی جو انسان نے اپنی ضرورت اور خواہش کی بنا پر دی۔

کامیاب قائم مقام

لیکن یہ بھی آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ نائب اور قائم مقام کا فرض ہے کہ قائم مقام بنانے والے کی پوری پوری پیروی کرے، وہ اس کے اخلاق کا نمونہ اور پرتو ہو، اگر میں یہاں کسی کا قائم مقام ہوں تو کامیاب اور وفادار قائم مقام اسی وقت کہلاؤں گا جب اپنی بساط بھر اس کی نقل کروں اور اپنے اندر اس کے اخلاق پیدا کروں۔ خدا کی نیابت یہ ہے کہ اپنے اندر اس کے اخلاق پیدا کئے جائیں اور اس کی صفات سے مناسبت ہو، ہمیں بتلایا گیا ہے کہ اس کی صفات واخلاق میں

www.abulhasanalinadwi.org

علم، رحمت، شکر، احسان، انتظام، پاکبازی، غفور درگزر بخشش وعطا، عدل وانصاف، حفاظت ونگرانی، جلال وجمال، مجرمین سے گرفت وانتقام جامعیت ووسعت ہے۔

اخلاق خداوندی کا مظاہرہ

خدا کے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کو تعلیم دی کہ خدا کے اخلاق اختیار کرو (تخلقوا باخلاق اللّٰہ) انسان اپنے محدود انسانی دائرے میں اور اپنی تمام بشری کمزوریوں کے ساتھ ان اخلاق خداوندی اور ان صفات اللہ کا پرتو اپنے اندر پیدا کرسکتا ہے، وہ کبھی خدا نہیں ہوسکتا، لیکن دنیا میں خدا کے اخلاق کا مظاہرہ کرسکتا ہے، اور یہی ایک سچے نائب کا کام ہے، آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ اگر انسان حقیقی طور پر اپنے کو خدا کا نائب سمجھنے لگے اور اخلاق خداوندی کو اپنی زندگی کا معیار بنائے تو خود اس کی ترقی وبلندی اور اس کے دورِ خلافت ونیابت میں دنیا کی خوش حالی اور سرسبزی کا کیا حال ہوگا؟ مذہب انسان کا بلند ترین اور معتدل ترین تصور بخشتا ہے، وہ انسان کو خدا کا نائب اور اس زمین کے انتظام میں اس کا قائم مقام اور اس عظیم الشان وقف کا اس کو متولی قرار دیتا ہے۔ اس سے بڑھ کر انسان کا اعزاز اور انسانیت کی معراج نہیں ہوسکتی۔

دو متضاد تصور

مگر انسانوں نے خود دو متضاد تصور قائم کئے، کہیں تو انسان کو خدا بنایا گیا اور اس کی عبادت ہونے لگی اور کہیں جانور سے بدتر سمجھ لیا گیا، اور اس کو گائے بیل کی طرح ہنکایا جانے لگا، بعض انسان خود خدا بن بیٹھے اور بعض اپنے کو جانور سے

www.abulhasanalinadwi.org

بدتر سمجھنے لگے، وہ سمجھتے ہیں کہ ہم کو صرف پیٹ سے کام ہے، اور صرف نفس دیا گیا ہے، یہ دونوں تصور غلط ہیں، بلکہ صریح ظلم ہے، نہ انسان خدا ہے، نہ جانور، انسان، انسان ہی ہے، لیکن نائبِ خدا، ساری دنیا اس کے لئے پیدا کی گئی ہے، اور وہ خدا کے لئے، یہ ساری دنیا اس کے سامنے جواب دہ ہے، اور وہ خدا کے سامنے، یہ زمین یہ دنیا کسی کی ذاتی جائداد نہیں، ایک وقف ہے، اور انسان اس کا متولی، اس تصور اور اس عقیدے کے بغیر دنیا کی چول ٹھیک نہیں بیٹھ سکتی، تاریخ کی شہادت ہے کہ جب انسان اس راہ راست سے ہٹا اور اپنی حد سے بڑھا اور خدا بننے کی کوشش کی اور اپنے کو دنیا کا حقیقی مالک سمجھا یا اپنے مرتبے سے گرا اور اپنے کو جانور سمجھا یا دنیا کے انتظام اور تولیت سے دست بردار ہوا اور زندگی کی ذمہ داریوں اور فرائض سے اس نے گریز کیا تو خود بھی برباد ہوا اور یہ دنیا بھی تباہ ہوئی۔

انسان کا جماداتی تصور

آج یورپ جس کے ہاتھ میں دنیا کی باگ ڈور ہے، اور وہ انسانیت کا لیڈر بنا ہوا ہے، اس نے حیوانیت کے درجہ سے بھی ایک قدم آگے بڑھایا، اس نے انسان کا جماداتی تصور پیش کیا، وہ کہتا ہے کہ انسان روپیہ ڈھالنے کی مشین اور ایک کامیاب ٹکسال ہے، البتہ اس کے اندر خواہشات ہیں، لیکن سراسر حیوانی، کاش کہ وہ انسان کو صرف ایک مشین ہی رہنے دیتا، جس کے اندر اپنی کوئی خواہش اور ارادہ نہیں، ستم بالائے ستم یہ ہے کہ وہ مشین بھی ہے، اور خود غرض بھی اور مردم آزار بھی، یورپ کے اس دورِ قیادت میں سارا عالم ایک بے جان فیکٹری بنتا جا رہا ہے، جس میں کبھی کبھی بڑا خطرناک ٹکراؤ ہو جاتا ہے، اس مشینی دور میں لطیف

www.abulhasanalinadwi.org

انسان جذبات واحساسات، انسان سے ہمدردی، دل کا گداز ڈھونڈھنے سے نہیں ملتا، اس ٹکسال میں کہیں خدا کا نام نہیں، اس کی سچی طلب دل سوزی نہیں، نہ آنکھوں میں نمی ہے، نہ دل میں گرمی، نہ انسانیت کی لطافت نہ قلب وروح کی حرارت، حالانکہ جس دل میں محبت اور معرفت نہیں وہ انسان کا دل نہیں پتھر کی سِل ہے، جس آنکھ میں کبھی آنسو نہ آئے وہ انسان کی آنکھ نہیں نرگس کی آنکھ ہے۔

معاشی مسئلہ یا لطف وتفریح

اب سوائے روپیہ، پیٹ اور اغراض کے کچھ نہیں، میں اپنے شہر میں صبح ٹہلنے نکلتا ہوں تو مختلف پارٹیوں اور دوستوں کی ٹولیوں کے پاس سے گزرنا ہوتا ہے، اِدھر سے دو آدمی گزرے اُدھر سے چار آدمی آئے، لیکن برسوں حسرت رہی کہ ان مسلمان اور ہندو بھائیوں سے کچھ اور سنوں لیکن سوائے اس کے اور کچھ سننے میں نہیں آتا کہ آپ کی تنخواہ کتنی ہے؟ آپ کی بالائی آمدنی کیا ہو جاتی ہے؟ آپ کا تبادلہ کہاں ہو رہا ہے، فلاں افسر بدمزاج ہے، فلاں افسر بہت اچھا ہے، بیٹے کی شادی میں اتنا خرچ ہوا، بیٹی کو اتنا جہیز دیا، ہمارا فنڈ اتنا جمع ہے، فلاں کا بینک میں اتنا حساب ہے، اور اب تو کرکٹ کا دور دورہ ہے، ہر جگہ کرکٹ کا تذکرہ، ہر جگہ کھیلنے والوں پر تبصرہ! میں کھیل کا مخالف نہیں خود بھی کھیلا ہوں اور اس کا ذوق رکھتا ہوں، ورزشوں اور مردانہ کھیلوں کو مفید اور ضروری سمجھتا ہوں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہی زندگی کا ایک موضوع بن کر رہ جائے اور صبح سے شام تک اس کے تذکرے سے فرصت نہ ہو، آپ نے سنا ہوگا کہ پاکستان میں ایک صاحب کا اس خبر سے ہارٹ فیل ہو گیا کہ ایک کھلاڑی ۹۹ رن بنا کر آؤٹ ہو گیا اور سنچری نہ بنا سکا، میں نے بعض

www.abulhasanalinadwi.org

سفروں میں دیکھا ہے کہ دو دو تین تین گھنٹے تک مسلسل کرکٹ کی ٹیم اور اس کے کھیل پر تبصرہ ہوتا رہا، ایک منٹ کے لئے بھی موضوع نہ بدلا، انسانو! تم نے دنیا کو کلب بنایا، ٹکسال بنادیا، کارخانہ بنایا، جنگ کا میدان بنایا مگر آدمیوں کی بستی نہ بنائی!

دل کی سچی پیاس

پہلے ہر گاؤں، ہر قصبے میں، اللہ کے ایسے بندے ہوتے تھے، جن سے دل کی پیاس بجھتی تھی، جس طرح زبان کی ایک پیاس ہوتی ہے، اسی طرح دل کی بھی پیاس ہوتی ہے، زبان کی پیاس پانی، شربت، سوڈے لیمن سے بجھتی ہے، دل کی پیاس سچی اور پاک محبت کی باتوں اور محبوبِ حقیقی کے تذکرے سے بجھتی ہے، وہ روپیہ دولت اور نفس کی خواہشات کے ذکر سے بھڑکتی ہے، آج ہر چیز کی دوکانیں ہیں، منڈیاں ہیں، بازار ہیں، لیکن دل کی دوا اور روح کی غذا نایاب ہوتی جاتی ہے اور کہنے والے عرصہ سے کہہ رہے ہیں:

جو بیچتے تھے دوائے دردِ دل وہ دوکان اپنی بڑھا گئے

آج نہ گھروں میں خدا کا ذکر ہے، نہ ریلوں میں، حتی کہ مسجدوں، میں بھی اس کا ذکر فکر کم سے کم ہوتا جارہا ہے، آج جگہ جگہ ہوا وہوس اور نانوش کا شور برپا ہے، رہی سہی کمی یہ سنیما پوری کردیتے ہیں، جو حیوانی جذبات بھڑکانے کا خاص کام کرتے ہیں، روح بے قرار ہے، اللہ کا بندہ کہاں جائے؟ اگر صرف پیسہ ہی کمانا انسان کا کام ہے، اور پیٹ بھر لینا ہی اس کا فرض تھا تو یہ دل انسان کو کیوں دیا گیا، دماغ کیوں عطا کیا گیا، ایسی بے چین اور بلند پرواز روح کیوں بخشی گئی، ایسی گوناگوں اور عجیب وغریب صلاحیتیں کیوں ودیعت کی گئیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

کسی کو انسانیت کا درد نہیں

یورپ نے انسان کو ایندھن سمجھ لیا، وہ اپنی عزت وخواہشات کے الاؤ میں انسانوں کو لکڑی کوئلہ کی طرح ڈالتا جارہا ہے، امریکہ کی خواہش ہے کہ شمالی کوریا اور کمیونسٹ چین کو بھینٹ چڑھادے، روس چاہتا ہے کہ قوم پرست چین کو تباہ کرکے رکھ دے، پورا یورپ چاہتا ہے کہ مشرق بعید یا مشرق وسطیٰ جنگ کا میدان بن جائے، کسی کو انسانیت کا درد نہیں، کسی کے دل میں انسان کا احترام نہیں، سب خدا کی مملکت کے غاصب بننا چاہتے ہیں، کوئی خدا کا نائب بننا نہیں چاہتا، کوئی اپنے کو اس مقدس وقف کا متولی نہیں سمجھتا۔

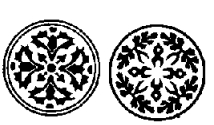
ایشیا اور افریقہ میں بھی حکومتوں کی بنیاد ہدایت ورہنمائی کے اصول، انسانوں کی فلاح وبہبود، اخلاقی اصلاح اور انسانیت کی ترقی پر نہیں، سب کی بنیاد مالی مسائل اور آمدنی کے وسائل کی ترقی واضافہ پر ہے، ان کے نزدیک قوم کی اخلاقی حالت اور انسانی مسئلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا، اس کے لئے کوئی مالی نقصان برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں، اگر کسی غلط ادارہ یا کسی تفریحی صنعت سے اس کو آمدنی ہوتی ہے، اور قوم کے کسی طبقہ یا نئی نسل کو اس سے نقصان پہنچتا ہے تو وہ کبھی اس آمدنی سے دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں چاہے، آئندہ نسلیں بالکل تباہ اور اخلاق بالکل برباد ہوجائیں۔

خود کرنے کا کام

دوستو! اس وقت ایمان واخلاق اور انسانیت کا نہ حکومتوں پر چھوڑا

www.abulhasanalinadwi.org

جاسکتا ہے نہ اداروں اور تعلیم گاہوں پر، یہ بڑا وسیع اور عالم گیر مسئلہ ہے، اس کے لئے ہم سب کو کوشش کرنے کی ضرورت ہے یاد رکھئے! جس کام کو افراد اور عوام کرنے کے لئے تیار نہ ہوں اور جس کی اہمیت کا احساس جمہور اور عوام کو نہ ہو وہ کام جتنا بھی آسان ہو عمل میں نہیں آسکتا، اور بڑی سے بڑی حکومت بھی اس کو انجام نہیں دے سکتی، اس کے لئے عمومی اور عوامی کوشش کی ضرورت ہے، پیغمبروں نے اپنی ذات اور عام افراد کی کوشش سے دنیا میں انقلاب برپا کر دیا، ہم کو آپ کو ان کے نقش قدم پر چل کر اس کی کوشش کرنی چاہئے، خود اپنی اصلاح کرنی چاہئے، اور عام اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے، اس کی کوشش کی جائے کہ انسان اس دنیا کو مقدس وقف اور اپنے کو ایک ذمہ دار متولی سمجھنے لگے، وہ اپنے کو اس دنیا میں خدا کی نیابت وخلافت کا اہل ثابت کرے اور اخلاق خداوندی کے ساتھ خدا کی مخلوق کے ساتھ برتاؤ کرے، یہی اصلاح کا طریقہ ہے اور اسی میں انسانیت اور دنیا کی نجات ہے۔



www.abulhasanalinadwi.org

موجودہ تہذیب کی ناکامی

ذرائع ومقاصد کا عدم توازن

۲۴ر فروری ۱۹۵۵ء ساڑھے سات بجے شب میں بنارس کے وکٹوریہ پارک میں ایک جلسۂ عام کو خطاب کرتے ہوئے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے فرمایا:

www.abulhasanalinadwi.org

مجھے آپ بھائیوں سے جو کچھ عرض کرنا ہے، اس کے لئے میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ آپ توجہ اور غور سے سنیں، اگر آپ کے ذہن اس کو قبول کریں، تو اس کو آپ دوسروں تک بھی پہنچائیں، ہم اور ہمارے احباب اور رفقاء آپ کے شہر میں آئے، آپ کو یہ پوچھنے کا حق ہے کہ آپ نے یہ زحمت کیوں گوارا کی، اور آپ کو کون سا احساس یہاں لایا؟ آپ نے یہ تو اندازہ کیا ہوگا کہ کوئی بات تو ہے کہ قافلہ شہر شہر پھر رہا ہے، ہم آپ کے سامنے اپنا درد دل پیش کرتے ہیں، اور آپ کو اس درد میں شریک کرنا چاہتے ہیں۔

ذرائع کی آسانی اور فراوانی

دوستو! اور بھائیو! یہ زمانہ بعض حیثیتوں سے بہت ممتاز ہے، کام کرنے کے ذرائع جہاں تک اس زمانہ میں مہیا ہو گئے ہیں، اتنے کبھی مہیا نہیں ہوئے تھے، میں تاریخ کا ایک طالب علم ہوں، میں جانتا ہوں کہ اتنے ذرائع کبھی انسان کے پاس اس سے پہلے جمع نہیں ہوئے تھے، ذرائع کی بہتات اس دور کی خصوصیت ہے، ذرائع آج زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر ہیں، ہم لوگ لکھنؤ سے چند گھنٹوں میں سفر طے کر کے پہنچ گئے، اس سے بھی تیز رفتار گاڑی سے سفر کیا جاسکتا ہے، لوگ ہوائی جہازوں سے بھی یہاں آسکتے ہیں، آج سے صرف ۷۰-۸۰ برس پہلے لکھنؤ سے کوئی بنارس آنا چاہتا تو آپ سوچئے کہ وہ کیا ذرائع اختیار کرتا اور کتنی مدت میں پہنچتا؟

یہ تو سفر کرنے کا معاملہ ہے، ایک زمانہ تھا کہ آدمی اپنے دور افتادہ احباب اور عزیزوں کی خیریت معلوم کرنے کو ترستا تھا، مگر آج دور دراز ممالک کے

www.abulhasanalinadwi.org

لوگوں کی آواز ہم گھر بیٹھے سن سکتے ہیں، اور اس طرح کہ گویا وہ ہم سے بات کررہے ہیں، آج چند دن میں ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک خط پہنچ جاتا ہے، اور تار اس سے بھی پہلے پہنچتا ہے، ایک زمانہ وہ تھا کہ عام حالات میں جو کوئی پردیس جاتا تو واپسی مشکوک تھی، اور کہا سنا معاف کرا کے جانا پڑتا تھا، اگر کوئی برسوں میں آتا اور خیریت بتلاتا تو خدا کا شکر ادا کرتا، ورنہ کوئی خیر خبر نہیں ملتی تھی، لیکن آج اگر کوئی طول طویل سفر اختیار کرتا ہے، تو وہ ہر جگہ سے اپنی خیریت بتلا سکتا ہے، اور بہت آسانی سے بہت تھوڑے عرصہ میں واپس آجاتا ہے، آج حالت یہ ہے کہ آپ لندن کے گھنٹے کی آواز یہاں بیٹھے بیٹھے سن سکتے ہیں، نیویارک میں کوئی آدمی بیان دیتا ہے، یا تقریر کرتا ہے تو یہاں آپ اس کی زبان سے سنتے ہیں، آج سے ۵۰ برس پہلے کوئی ایسی بات کہتا تو اس کا سمجھنا بھی مشکل ہوتا، لیکن آج اگر ان ایجادات کے بارے میں کوئی شبہہ کرے تو بچے بھی اس پر ہنسیں، ٹیلی فون، ٹیلی ویژن، وائرلیس، ریڈیو اور مختلف قسم کی خوردبینوں کو آپ ملاحظہ کیجئے کہ جدید علمی تحقیقات اور سائنس نے ہم کو کیسے کیسے ذرائع بخشے ہیں، ہمارے دل میں بار بار یہ حسرت اور تڑپ پیدا ہوتی ہے کہ اگر کبھی اس زمانہ میں نیک بننے کی خواہش، خداپرست بننے کی خواہش، رحم دلی، انسانی ہمدردی اور ایک دوسرے سے محبت بھی ہوتی، اور ان ذرائع سے صحیح کام لیا جاتا تو یہ دنیا جنت کا نمونہ بن جاتی، رہ رہ کر ہمارے دل میں ایک ہوک اور درد اٹھتا ہے کہ کام کرنے کے ذرائع کی تو اس قدر بہتات، مگر ان ذرائع سے ٹھیک ٹھیک کام لینے والوں کا ایسا کال، آپ کو اب ذرائع تلاش کرنے کی ضرورت نہیں، ذرائع خود آپ کو تلاش

کرتے ہیں، آج سواریاں خود مسافروں کو تلاش کرتی ہیں، اور آپس میں مقابلہ کرتی ہیں، آج ریلوے کی طرف سے ٹائم ٹیبل شائع ہوتے ہیں، سفر کی ترغیب دینے کے لئے صحت افزا مقامات اور تاریخی شہروں کی تصویریں اور مناظر شائع کئے جاتے ہیں، تاکہ سفر کا شوق ہو، ہوائی جہاز کی کمپنیاں اشتہار دیتی ہیں، اسٹیشن پر گاڑی سے اترتے ہی ہوٹل والوں سے سابقہ پڑتا ہے، بعض دفعہ تو وہ جھاڑ کی طرح ساتھ لگ جاتے ہیں، اور ان سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے، ایک زمانہ تھا کہ مسافر سرائے ڈھونڈتا پھرتا تھا اور بھٹیارے یا بھٹیارن کی تلاش کرنی پڑتی تھی، آج معاملہ برعکس ہے۔

مقاصد اور نیک خواہشات کا فقدان

لیکن جس تیزی سے ذرائع نے ترقی کی ہے، ہمارے اخلاق اور آدمیت نے ترقی نہیں کی، ایک انسان کو یہ دیکھ کر دُکھ ہوتا ہے کہ پہلے آدمی بھلائی کرنا چاہتا تھا، اس کے پاس ذرائع نہ تھے، مگر اب ذرائع ہیں، تو بھلائی کی خواہش دلوں سے جاتی رہی، میں اس کی ایک واضح مثال دوں، پہلے ایک غریب گھرانے کا آدمی پردیس کمانے جاتا تھا، وہ جو کچھ کماتا تھا، اس کا گھر بھیجنا مشکل تھا یا تو وہ خود جائے یا قسمت سے کوئی معتبر جانے والا مل جائے، وہ تڑپ کے رہ جاتا تھا، اس کو اپنے گھر والوں کی تکلیف، بچوں کی بھوک اور ان کا رونا یاد آتا تھا، اور کچھ نہیں کر سکتا تھا، نہ ڈاک خانہ تھا نہ حمل و نقل کی آسانیاں، مگر اب شہر شہر اور قصبہ قصبہ ڈاک خانے کھلے ہیں، روپیہ منی آرڈر کے ذریعہ بھیجا جا سکتا ہے، اور تار کے ذریعہ بھی، لیکن کمانے والے کے دل میں روپیہ بھیجنے کی خواہش گھر والوں کی

www.abulhasanalinadwi.org

تکلیف اور گاؤں والوں کی غربت کا احساس ہی نہیں، سنیما، تفریح گاہوں، کھیل تماشوں اور ہوٹل ریسٹران سے کچھ بچتا ہی نہیں کہ وہ گھر بھیجے، ڈاک خانہ کا تو یہ کام ہے کہ اگر کوئی روپیہ بھیجنا چاہے تو اس کو پہنچا دے لیکن اگر کوئی بھیجنا ہی نہ چاہے تو ڈاک خانہ کچھ نہیں کر سکتا، اس کا کام اخلاقی تعلیم یا نیکی کی ترغیب نہیں ہے، پہلے لوگ اپنا پیٹ بھرنے کے لئے بھی مشکل سے رکھتے تھے اور سب غریب گھر والوں کو اور گاؤں والوں کے ضرورت مندوں کو بھیج دینا چاہتے تھے، مگر آج بھیجنے اور مدد کرنے تو سب ذرائع موجود ہیں، آدمی کے اندر غریبوں کی مدد کا جذبہ نہیں، مدد کی خواہش فنا ہو چکی، ہمارے تمدن میں اس کا ذکر ہی نہیں، اب یہ ذرائع کیا کار آمد ہو سکتے ہیں؟

ذرائع اور آسانیاں نیک خواہشات کی خانہ پُری نہیں کر سکتیں

ذرائع جذبات، اچھی خواہشات اور نیک ارادوں کی خانہ پری نہیں کر سکتے، آج منی آرڈر ہے، تار ہے، آمد و رفت آسان ہے، دولت کی افراط ہے مگر اس کا کیا علاج کہ غریبوں کی مدد کا جذبہ اور طبیعت میں انسانوں کی خدمت کا تقاضا نہیں، دنیا کا کون سا ادارہ اس خواہش کو پیدا کر سکتا ہے، اور ایسی حالت میں ذرائع کیا مدد کر سکتے ہیں؟

میں اس کی ایک دوسری مثال دیتا ہوں، آپ پرانی کتابیں اٹھا کر دیکھئے، بڑے بڑے اللہ کے نیک بندے یہ آرزو لئے دنیا سے چلے گئے کہ اللہ ان کو حج نصیب کرے، انھوں نے فرط محبت اور شوق میں سیکڑوں اشعار کہے اور بیسوں مضمون لکھے، لیکن ان کی یہ آرزو پوری نہ ہو سکی، کیونکہ ان کے پاس اتنا پیسہ

www.abulhasanalinadwi.org

تھا نہ سفر کی یہ سہولتیں موجود تھیں، فرض کیجئے کہ روپیہ بھی ہو اور سفر کی سب آسانیاں بھی، لیکن حج کی خواہش اور شوق نہ ہو تو بتایئے یہ ذرائع کیا کر سکتے ہیں؟ پہلے کاشی، گیا اور متھرا کی یاترا کے لئے لوگ سیکڑوں میل سے پیدل آتے تھے، اور سفر کی تکالیف اٹھاتے تھے، فرض کیجئے آج سفر کی سب آسانیاں ہیں، تیز رفتار سواریاں ہیں، مگر یاترا کا شوق اور جذبہ نہیں ہے، تو یہ ذرائع کیا کر سکتے ہیں؟

ذرائع سے پہلے ان سے کام لینے والے چاہئیں

پیغمبروں کو یہ معلوم تھا کہ ذرائع سے پہلے ان سے کام لینے والوں کی ضرورت ہے، اللہ نے انھیں عقل ایمانی اور نور نبوت عطا کیا تھا، انھوں نے ذرائع پیدا کرنے سے پہلے ذرائع سے ٹھیک ٹھیک کام لینے والے پیدا کئے، سواریاں مہیا کرنے سے پہلے ان سے فائدہ اٹھانے والے اور نیک مقاصد سے سفر کرنے والے پیدا کئے، پیسہ کمانے سے پہلے اس کو صحیح مصرف پر صرف کرنے والے اور صحیح طریقہ سے استعمال کرنے والے پیدا کئے، ذرائع پیدا کرنے سے پہلے اپنی قوتوں اور خدا کی پیدا کی ہوئی نعمتوں کا استعمال سکھایا، انھوں نے انسان کے اندر اچھی خواہشیں پیدا کی، اور اچھی خواہشات یوں ہی نہیں پیدا ہوتیں، وہ یقین اور عقیدہ سے پیدا ہوتی ہیں، یقین خواہش پیدا کرتا ہے، خواہش عمل کا ارادہ پیدا کرتی ہے، اور عمل ذرائع سے کام لیتا ہے، ذرائع اور انسانی کوششوں کے نتائج ہمیشہ انسان کے ارادہ کے تابع رہے، نیک خواہشات اس زندگی کی سب سے بڑی طاقت اور دولت ہے، مگر دنیا کے بڑے بڑے فلسفی لیڈر اور سائنس داں اس نکتہ کے سمجھنے سے قاصر رہے، یہ صرف خدا کی رہنمائی اور پیغمبروں کی فراست تھی

www.abulhasanalinadwi.org

کہ انھوں نے پہلے نیک خواہش پیدا کی، انسان کو نیک بننے، دوسروں سے ہمدردی کرنے اور نیکی کو پسند کرنے والا بنایا، ذرائع ان کے قدموں کے نیچے تھے، اور ان کی خواہشات کے پیچھے پیچھے، ان کا ذہن صحیح رہبری سے نہیں ہٹتا تھا، وہ انسانوں کے دل بناتے تھے، وہ انسانوں کے دل ڈھالتے تھے، اللہ کے پیغمبروں نے دنیا کو سائنس نہیں دی، انسان دیئے اور انسان ہی اس دنیا کا حاصل ہے۔

پیغمبروں نے انسان تیار کئے

پیغمبروں نے وہ انسان تیار کئے جو اپنے نفس پر قابو رکھتے تھے، اور ذرائع سے بجائے اپنی خواہشات کی تکمیل کا کام لینے کے انسانیت کی خدمت کا کام لیتے تھے، ان میں سے بعض ایسے تھے جن کو وہ ذرائع حاصل تھے جن سے وہ دنیا کا بڑے سے بڑا عیش کر سکتے تھے، لیکن انھوں نے نہیں کیا، وہ شاہانہ زندگی گزار سکتے تھے، لیکن انھوں نے زہد و قناعت کی زندگی گزاری، اور وہ وسائل بھی حاصل تھے، جن سے قیصر روم نے عیش و عشرت کی زندگی گزاری، اور وہ وسائل بھی حاصل تھے جن سے شہنشاہ ایران نے وہ داد عیش دی جو دنیا کے کم بادشاہوں نے دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قدموں کے نیچے روم کی پوری سلطنت تھی، اور ایران کا پورا ملک تھا، مصر اور عراق جیسے پُر وسائل اور زرخیز ممالک ان کے قبضہ میں تھے، ہندوستان کے قریب تک ان کی فوجیں آ چکی تھیں، ایشیائے کوچک کے بعض علاقے ان کے قبضہ میں آ چکے تھے، ایسا شخص اگر عیش کرنا چاہتا تو اس کو کیا کمی تھی؟ مگر انھوں نے اس عظیم سلطنت اور ان کثیر وسائل سے کوئی ذاتی فائدہ نہیں اٹھایا، ان کی سادہ زندگی کا تو یہ حال تھا کہ انھوں نے قحط کے زمانہ میں گھی

www.abulhasanalinadwi.org

تک کا استعمال چھوڑ دیا، اور تیل کھاتے کھاتے ان کا سرخ وسپید رنگ سانولا پڑ گیا تھا، انھوں نے اپنے اوپر تنگی کی تھی کہ لوگ کہتے تھے کہ اگر یہ قحط جلدی ختم نہ ہوا تو عمرؓ بچتے نظر نہیں آتے۔

انھیں کے ہم نام عمر بن عبدالعزیز اس سے بھی بڑی سلطنت کے مالک تھے، ان کا حال یہ تھا کہ حکومت کے خزانے سے سردیوں میں عام مسلمانوں کے لئے جو پانی گرم ہوتا تھا، اس سے غسل کرنا بھی گوارا نہیں کرتے تھے، ایک رات آپ حکومت کا کام کر رہے تھے، ایک شخص آیا اور اس نے آپ کی مزاج پرسی کی اور آپ کی ذاتی حالات پر گفتگو کرنے لگا، آپ نے چراغ گل کر دیا، جس میں بیت المال کا تیل خرچ ہو رہا تھا، تاکہ اس گفتگو میں جو حکومت کے کام سے غیر متعلق تھی، حکومت کا تیل خرچ نہ ہوا، اور وہ عیش کرنے پر آتے تو تمام دنیا کے عیش پرست مات ہو جاتے، کیونکہ ہر طرح کے وسائل کے وہ مالک تھے، اور اس وقت کی متمدن دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کے حکمراں تھے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم تھی کہ ان ذرائع کے باوجود ان کی زاہدانہ زندگی میں کچھ فرق نہ آیا۔

یورپ کی بے بسی مقاصد سے محرومی

دوستو! اور بھائیو! یورپ کی آج سب سے بڑی کمزوری اور بے بسی یہ ہے کہ اس کے پاس وسائل اور ذرائع کا خزانہ موجود ہے، لیکن نیک خواہشات اور نیک ارادوں کا فقدان ہے، وہ ایک طرف وسائل اور ذرائع میں قارون ہے، دوسری طرف نیک مقاصد میں محض مفلس اور قلاش! اس نے کائنات کے راز منکشف کئے اور طبعی طاقتوں کو اپنا غلام بنایا، اس نے سمندروں اور فضاؤں پر

www.abulhasanalinadwi.org

فرمانروائی حاصل کی، لیکن وہ اپنی خواہشات اور نفس پر قابو نہ حاصل کرسکا، اس نے کائنات کے عقیدے حل کئے، لیکن اپنی زندگی کی پہیلی نہ بوجھ سکا، اس نے منتشر اجزا اور طبعی طاقتوں میں نظم وترتیب قائم کی اور اس نے مادی زندگی میں انقلاب برپا کردیا، لیکن وہ اپنی زندگی کا انتشار دور نہ کرسکا۔

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کرنہ سکا
ڈھونڈھنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کرنہ سکا

کاش اس کے پاس اتنے عظیم وسائل نہ ہوتے لیکن نیک خواہش اور انسانیت کی خدمت کا سچا جذبہ ہوتا۔

وسائل باعثِ ہلاکت کیوں

ذہن کی کجی اور نیت کی خرابی نے ان وسائل کو انسانیت کے لئے حد درجہ خطرناک بنادیا ہے، ایک شخص جس کا دل بے رحم اور ظالم ہے، اگر اس کے پاس تیز چھری ہے تو وہ زیادہ نقصان پہنچائے گا، اور کند چھری ہے تو کم نقصان پہنچائے گا، تمدن نے ترقی کی، لیکن انسان کی سیرت نے ترقی نہ کی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ نئے وسائل انسانیت کے لئے عذاب جان بن گئے، تیز رفتار سواریوں نے ظلم کی رفتار تیز کردی، اور ظالموں کو چشم زدن میں ایک ملک سے دوسرے ملک تک پہنچادیا، آج سے پہلے ظالم بیل گاڑیوں پر بیٹھ کر جاتے تھے، اور ظلم کرتے تھے، چونکہ پہنچنے میں جتنی دیر لگتی تھی، ظلم میں اتنی ہی تاخیر ہوتی تھی، اور کمزوروں کو

سانس لینے اور کچھ دن آرام سے سونے کا موقع ملتا تھا، زمانے نے ترقی کی اور نئے دور کے ظالم تیز رفتار سے تیز رفتار سواریوں پر بیٹھ کر دنیا کے ایک کونہ سے دوسرے کونہ تک آسانی سے پہنچ جاتے ہیں، اور کمزور قوموں کو دبوچ لیتے ہیں، اور ان کو دم دم میں فنا کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔

تہذیب جدید کی ناکامی

حضرات! یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے مفکر اب اس کا اعتراف کرنے لگے ہیں کہ تہذیب جدید نے وسائل پیدا کئے مگر مقاصد نہیں دیئے، وسائل بغیر مقاصد کے بیکار ہیں، ہم ایشیا کے رہنے والے یورپ سے کہہ سکتے ہیں کہ تمہارے وسائل اور تمہاری ترقیاں اور تمہارے انکشافات ناقص ہیں، ۱۰۰ ذریعے ایک مقصد کی بھی خانہ پُری نہیں کر سکتے، تمہاری تہذیب، تمہارا فلسفۂ زندگی، تمہاری ترقیاں، اچھے مقاصد اور نیک خواہشات پیدا کرنے سے قاصر ہیں، تم یہ تو کر سکتے ہو کہ اچھے سے اچھے کام کے ذرائع پیدا کر دو، مگر اچھے کام کرنے کا رجحان پیدا نہیں کر سکتے، رجحان کا تعلق دل سے ہے، اور تمہارے وسائل اور تمہاری ایجادات کی وہاں تک رسائی نہیں، اور جب تک اچھے کام کا رجحان نہ ہو، ذرائع اور کام کے امکانات کچھ نہیں کر سکتے، اچھے کام کا رجحان اور اس کا شدید تقاضا پیدا کرنا پیغمبروں کا کام تھا، اور ان کی تعلیم اب بھی اس کا واحد ذریعہ ہے، انھوں نے بہت بڑے پیمانہ پر اس کو پیدا کر کے دکھا دیا، لاکھوں انسانوں کے دن میں نیک کام کی خواہش، خدمت کا جذبہ، ظلم اور بدی کی نفرت پیدا کر دی، اور انھوں نے اپنے محدود ذرائع سے وہ کام کر کے دکھا دیئے جو آج وسیع

www.abulhasanalinadwi.org

ذرائع سے نہیں ہو رہے ہیں۔

مذہب کے کرنے کا کام

بہت سے بھائی اس زمانہ میں سمجھتے ہیں کہ مذہب کے پاس کوئی پیغام نہیں اور مذہب اس دور کی کوئی خدمت نہیں کرسکتا، مگر اس کی تردید کرتا ہوں، اور چیلنج کرتا ہوں کہ مذہب آج بھی یورپ کی رہنمائی کرسکتا ہے، صحیح اور طاقتور مذہب ہی ہے، جو نیکی کا رجحان اور نیک عمل کی خواہش پیدا کرتا ہے، اور یہی زندگی کی کنجی ہے، آج دنیا سخت انتشار میں مبتلا ہے، یورپ کے پاس وسائل ہیں، لیکن مقاصد نہیں، اگر وسائل اور مقاصد کا جوڑ ہو جائے تو دنیا کا نقشہ بدل جائے۔

ذرائع کی کثرت نے ملکوں کو غلام بنایا

آج اس تہذیب نے اتنے وسائل پیدا کر دیئے کہ ان سے کام لینے کا میدان نہیں ملتا، وسائل اپنے لئے منڈیاں تلاش کر رہے ہیں، یہ تلاش وجستجو قوموں کو غلام بنانے اور آزاد ملکوں کو اپنی تجارت کی منڈی بنانے پر آمادہ کرتی ہے، کبھی کبھی اس کو جنگ کی ضرورت پڑتی ہے، تاکہ یہ نئے نئے اسلحہ ٹھکانے لگیں، جنگ عظیم کی بنیاد ہی ان ہوس پرست اسلحہ سازوں اور کارخانہ داروں نے ڈالی تھی، جن کو اپنے سامان کی کھپت جنگ ہی میں نظر آتی تھی، آج کپڑوں، جوتوں اور طرح طرح کے صنعت کے نمونے نکلتے ہیں، اور ان کی کھپت کے لئے جگہ نہیں، ہماری اس تہذیب کو ذرائع کا تخمہ ہو گیا ہے، اور اخلاقی قوت اور یقین کی روشنی اس کے پاس بقدر ضرورت بھی نہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

ایشیا کا فرض

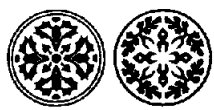
ایشیائی ممالک کا فرض تھا کہ وہ یورپ کے مال کی منڈی بننے کے بجائے اور یورپ کے ذرائع ووسائل کی خوشہ چینی کے بجائے اس نازک وقت میں یورپ کی مدد کرتے، اس کو اخلاق کا سبق دیتے، اس میں ایمان ویقین کی روشنی اور اخلاقی رجحان پیدا کرنے کی کوشش کرتے، اس لئے کہ ان کے پاس مذہب کی طاقت ہے اور یورپ صدیوں پہلے اس دولت سے محروم ہو چکا ہے، لیکن افسوس ہے کہ یہ ملک خود اس اخلاقی رجحان اور انسانی صفات میں دیوالیہ ہوتے جارہے ہیں، وہ خود یورپ کی بیماریوں کا شکار ہوتے جارہے ہیں، ان ممالک میں خود فراموشی خود غرضی کی وبا پھیلی ہوئی ہے، اور دولت پیدا کرنے کا جنون سوار ہے، ان ممالک کی سوسائٹی کو گھن لگ گیا، ہے، ان ممالک کے لئے یہ سب سے بڑا خطرہ ہے، اس سے زیادہ تشویش کی بات یہ ہے کہ ملک کا کوئی ادارہ اور کوئی جماعت اس خطرہ کو محسوس نہیں کررہی ہے، اور اخلاق کی اصلاح، ایمان ویقین کی تبلیغ اور سیرت کی تعمیر کا کام انجام نہیں دے رہی ہے، حالانکہ یہ کام ہر کام پر مقدم تھا، اور تعمیری کام کی تکمیل اسی پر منحصر ہے۔

وقت کا سب سے اہم کام

بھائیو! یہ بات سارے سال کے لئے کافی ہے، اور میں اس امید پر یہ کہہ رہا ہوں کہ شاید کوئی ایک بیدار مغز زندہ دل، سلیم الفطرت انسان میری بات کو مان لے، کہنے اور کرنے کی بات یہی ہے کہ پیغمبروں کا راستہ اختیار کیا جائے، خدا

www.abulhasanalinadwi.org

کی ہستی کا یقین اور مرنے کے بعد کی زندگی پر یقین پیدا کیا جائے، زندگی میں خدا کی فرمانبرداری اختیار کی جائے، جن کو خدا نے علم دیا ہے، دولت دی ہے، وسائل دیئے ہیں، وہ دنیا میں نیکی کی زندگی کے لئے کوشش کریں، معلومات اور اخلاق میں مناسبت اور توازن قائم کیجئے اور زبان تو رشیوں کی، اور عمل اور اخلاق راکششوں کے؟ یہ کہاں کی انسانیت ہے؟ جب تک وسائل اور مقاصد میں ہم آہنگی اور علم اور اخلاق میں تناسب نہیں ہوگا، یہ دنیا اسی طرح برباد ہوتی رہے گی، وسائل آپ کو یورپ سے مل سکتے ہیں، میں ان کے اختیار کرنے سے منع نہیں کرتا، لیکن مقاصد اور اچھے رجحانات اور خواہشات آپ کو ایک پیغمبر ہی سے مل سکتی ہیں، اور آپ کے لئے اس سے فائدہ اٹھانے کا ہر وقت موقع ہے، اس سے یقین کی دولت اور نیکی کا رجحان لے کر آپ اپنی زندگی کو بھی بنا سکتے ہیں اور یورپ کو بھی اس ہلاکت سے بچا سکتے ہیں، جو اس کے سر پر اور اس کے ذریعہ ساری دنیا کے سر پر منڈلا رہی ہے۔



www.abulhasanalinadwi.org

ملک کی حقیقی آزادی

۲۲؍فروری ۱۹۵۵ء کو امین الدولہ پارک لکھنؤ میں مرکز دعوت اصلاح وتبلیغ کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس میں ۶-۷ ہزار کی تعداد میں ہر مذہب وخیال کے لوگوں نے شرکت کی۔

www.abulhasanalinadwi.org

دوستو اور بھائیو!

ہم آپ جس جگہ جمع ہیں، یہ پارک ہندوستان کی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے، جنگ آزادی کا مؤرخ اس کو فراموش نہیں کرسکتا، جب تحریک خلافت اور تحریک آزادی کا عروج تھا تو یہ پارک بڑے بڑے سیاسی جلسوں کا مرکز تھا، میری آنکھوں نے یہاں بڑے بڑے تاریخی مناظر دیکھے ہیں، میں نے یہاں گاندھی جی اور بڑے بڑے لیڈروں کی تقریریں سنیں اور سول نافرمانی کے دور میں یہاں انگریزی فوج کا تسلط بھی دیکھا، جس زمانہ میں ہندوستان کی آزادی کا خواب دیکھا گیا تھا، اس وقت بڑے بڑے سمجھ دار لوگوں کو یقین نہیں آتا تھا کہ خواب کبھی شرمندۂ تعبیر ہوگا، جو لوگ ۲۰-۳۰ سال پہلے یقین دلاتے تھے کہ آزادی ضرور حاصل ہوگی، ان کی بات پر تعلیم یافتہ طبقہ کو بھی یقین نہیں آتا تھا، ۱۹۴۷ء کے فیصلے تک ایسے لوگ اس ملک میں موجود تھے، جو ان باتوں پر ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ برطانیہ اس ملک سے جو اس کے تاج کا کوہ نور ہے، اور جس سے اس دنیا میں ساکھ قائم ہے، کس طرح دستبردار ہوسکتا ہے، لیکن یہ انہونی بات ہوکر رہی واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں کوئی بات ناممکن نہیں ہے، صرف انسانوں کا فیصلہ اور عزم شرط ہے۔

جس طرح آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ ملک کو انگریزی غلامی سے آزاد کرنا ہے، اور اپنے رہنماؤں کی قیادت میں جد جہد کی اور یہ خواب پورا ہوکر رہا، اسی طرح اگر آپ اس سے بڑھ کر کوئی منصوبہ بناتے اور اس کے لئے بھی قربانیاں دیتے تو وہ بھی پورا ہوسکتا تھا، مگر اس وقت آزادی ہی سب سے بلند اور آخری چیز

www.abulhasanalinadwi.org

معلوم ہوتی تھی، یقیناً آزادی بڑی نعمت اور زندگی کی اہم ترین ضرورت ہے، اور اس کے لئے جو قربانیاں کی جائیں وہ بجا ہیں، ہم کو ان رہنماؤں کا بھی شکر گزار ہونا چاہئے، جنھوں نے آزادی کی جنگ لڑی اور ملک کو آزاد کرایا، لیکن میں نہایت صفائی سے عرض کروں گا۔ ہماری یہی طاقت اور فیصلہ کی قوت جس کی بدولت ہمارے ملک سے غلامی کی لعنت ختم ہوئی اگر اس سے زیادہ حقیقی اور مکمل آزادی کے حصول اور انسانیت کی تعمیر اور ترقی اور انسان کو انسان بنانے کے کام پر صرف کی جاتی تو یہ دنیا کا سب سے اہم کام اور مشکلات و مسائل کا اصلی اور مستقل حل ہوتا۔

آزادی کے آگے

میں آزادی کی تحریک کی تحقیر اور ناشکری نہیں کرتا مگر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ دنیا کا سب سے عظیم الشان کام اور انسانیت کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ انسان حقیقی انسان بن جائے، اس کے بغیر آزادی اور خود مختاری کے بعد بھی زندگی کا حقیقی لطف اور مسرت اور صحیح اور خوشحالی حاصل نہیں ہو سکتی اور انتشار کشمکش اور بے اطمینانی ختم نہیں ہو سکتی، مصیبت پریشانی اور ذلت ہمیشہ دوسروں ہی کی شکل میں نہیں آتی وہ کبھی اپنے اندر سے بھی ابھرتی ہے، ظلم و ستم اور لوٹ گھسوٹ کے لئے پردیسی ہونا شرط نہیں، ایک ملک کے رہنے والے خود اپنے ملک کے اندر بطور خود بھی یہ خدمت انجام دینے لگتے ہیں میں غلامی سے نفرت ہرگز کم نہیں کرنا چاہتا، لیکن ذرا جذبات و تعصّبات سے الگ ہو کر سوچئے کہ ہم انگریز کو اپنا دشمن کیوں سمجھتے تھے، اور غلامی سے ہمیں کیوں نفرت تھی، اس لئے کہ ہمیں زندگی کا حقیقی لطف میسر نہ تھا، ہم کو سکون و اطمینان حاصل نہ تھا، ہم کو ہماری ضروریات

www.abulhasanalinadwi.org

زندگی آسانی سے میسر نہیں ہوتی تھی، ہم ہمدردی، خلوص ومحبت اور تعاون سے محروم تھے، جس کے بغیر زندگی تلخ اور یہ دنیا ایک جیل خانہ ہے، دوستو! فرض کرو اگر باہر کی غلامی چلی گئی لیکن ہم کو خود ایک دوسرے کو غلام بنانے کا چسکا پڑ گیا، ہم کو خود ایک دوسرے پر ظلم کرنے میں مزہ آنے لگا، ہم بھی ایک دوسرے سے بیگانہ واجنبی ہیں، ہمدردی اور تعاون سے نا آشنا ہیں، ایک شہری دوسرے شہری کے ساتھ وہی برتاؤ کرنے پر آمادہ ہے، اور موقع کا منتظر ہے جو ایک فاتح ایک غلام کے ساتھ اور ایک دشمن دوسرے دشمن کے ساتھ کرتا ہے، میں اپنے فاضل سامان میں آپ کی ضروریات زندگی کا بھی اضافہ کرنے پر مصر اور بضد ہوں، ملک میں اس ذہنیت کا رواج زور پکڑ رہا ہے، جس کو قرآن نے ایک قصہ کے پیرایہ میں بیان کیا ہے۔

قرآن کہتا ہے کہ حضرت داؤدؑ کے پاس دو فریق مقدمہ لے کر آئے، ایک نے کہا کہ ایک پیغمبر خدا اور اے بادشاہ وقت ہمارا انصاف کیجئے، میرے اس بھائی کے پاس ۹۹ بھیڑیں ہیں، اور میرے پاس لے دے کر صرف ایک، مگر یہ ظالم کہتا ہے کہ اپنی ایک بھیڑ بھی دیدو تا کہ میری سو کی گنتی پوری ہو جائیں، میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر کسی ملک کے شہریوں کی یہی ذہنیت بنتی چلی جائے تو کیا اس ملک کو آزادی کی حقیقی دولت حاصل ہے، اور کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ملک کا ہر شہری وہی پارٹ ادا کرنا چاہتا ہے، جو دوسرے ملک کی ایک قوم اس ملک کے باشندوں کے ساتھ ادا کرتی تھی، اور کیا وہ ساری تکلیفیں کسی صورت میں موجود نہیں؟ یہ سب اس لئے کہ ملک کی آزادی کے لئے جان توڑ کر

www.abulhasanalinadwi.org

کوشش کی گئی اور ملک آزاد ہوگیا، لیکن انسان کے دل ودماغ اور اس کی روح کی آزادی کے لئے کوشش نہیں کی گئی.....اور وہ بدستور غلام رہے، ملک سے ظالم کو نکال دیا گیا، لیکن دل سے ظلم کی خواہش کو نہیں نکالا گیا، وہ بدستور موجود ہے، اور اپنا کام کررہی ہے۔

قلب کی روشنی

پیغمبروں نے خدا کی دی ہوئی تمام طاقت اور اپنی ساری توجہ حقیقی اور مکمل انسان کے بنانے پر صرف کی، انھوں نے صرف ملک کی آزادی کو اپنا مطمح نظر نہیں بنایا بلکہ ان احساسات کو پیدا کرنے پر اس عقیدے اور ایمان کو قلب ودماغ میں جاگزیں کرنے اور ان اخلاق کو پیدا کرنے پر اپنی توجہ مرکوز کی جن کے ساتھ نہ باہر کی غلامی کی گنجائش تھی نہ اندر کی غلامی کی، جن کی موجودگی میں آدمی نہ دوسروں کا ظلم سہہ سکتا تھا، نہ دوسروں پر ظلم کرنا گوارا کرسکتا تھا، جن کی بدولت نہ دوسروں کا شکار ہوسکتا تھا، نہ غیروں کا شکاری بن سکتا تھا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال لیجئے، آپ کے گرد جانبازوں اور سرفروشوں کی جو جماعت اکٹھا ہوگئی تھی، اس کے ذریعے سے آپ ہر قسم کا کام کرا سکتے تھے، لیکن آپ نے سیرت وکردار کی تعمیر میں اپنی ساری قوت صرف کی، آپ نے یقیناً انسانیت کو وہ ایجادات وذرائع وآلات نہیں عطا فرمائے جو یورپ کے سائنس دانوں نے اس اخیر دور میں دیئے لیکن آپ نے ابوبکرؓ، عثمانؓ وعلیؓ جیسے انسان عطا کئے جو انسانیت کے حق میں رحمت وبرکت ثابت ہوئے، آج بھی اگر انسانیت سے سوال کیا جائے کہ اس کو ابوبکرؓ جیسا انسان حکومت وانتظام کے لئے چاہئے یا کوئی بہتر سے

www.abulhasanalinadwi.org

بہتر ایجاد تو یقیناً اس کا جواب یہی ہوگا کہ اس کو ابوبکرؓ و عمرؓ جیسا انسان چاہئے، اس لئے کہ اس نے ان ایجادوں کا خوب تجربہ کرلیا ہے کہ حقیقی انسانوں کی غیر موجودگی میں وہ دنیا کے لئے ایک مصیبت اور پیغام ہلاکت بن گئی ہیں۔

شاہ کلید

دوستو! ہم نے بار بار کہا ہے، اور ہمیشہ کہیں گے کہ سب سے اہم اور مقدم کام یہ ہے کہ انسان کو حقیقی معنی میں انسان بنایا جائے اس کے اندر سے گناہ اور ظلم کی خواہش ختم ہو، نیکی اور خدمت کا جذبہ پیدا ہو، انسانی زندگی کے رشتے میں ہزار گرہیں پڑتی ہیں، انسانی زندگی کے ہزاروں مشکلات اور مسائل ہیں، ان پر بھاری بھاری تالے پڑے ہوئے ہیں، ان سب قفلوں کے کھولنے کی ایک ہی کنجی ہے، اس کو شاہ کلید کہیئے یا ماسٹر کی (MASTER KEY) یہ کنجی خدا کے پیغمبروں کو ملتی ہے، اور جس کو ملتی ہے اسی کے ذریعہ ملتی ہے، یہ کنجی کیا ہے، خدا کی ہستی کا یقین اور اس کا خوف، اس کنجی سے انسانی زندگی کا ہر قفل آسانی سے کھل جاتا ہے، اور اس کی گرہیں سلجھتی چلی جاتی ہیں، یوں سمجھئے کہ پیغمبروں کا ہاتھ بجلی کے بٹن پر ہوتا ہے، انھوں نے سوئچ (SWITCH) دبایا اور سارا گھر روشن ہوگیا جس کا ہاتھ اس سوئچ تک نہیں پہنچتا وہ کسی طرح روشنی نہیں لاسکتا۔

سیرت سازی اور اخلاقی اصلاح کے بغیر کوئی منصوبہ کامیاب نہیں

آج ہر ملک کی تعمیر و ترقی اور جدید تنظیم کے لئے نئے نئے پلان اور منصوبے (PROJECTS) بنائے جارہے ہیں، ہمارے ملک میں بھی یہ کام تیزی

www.abulhasanalinadwi.org

سے ہو رہا ہے، خدا ان منصوبوں کو کامیاب کرے، لیکن یہ منصوبے ہماری نگاہ میں ابھی تک ادھورے اور ناقص ہیں، ان میں انسانیت کی تعمیر، سیرت سازی اور اخلاقی اصلاح کا کوئی خانہ نہیں، ہمارا یقین ہے کہ جب تک طبیعتوں میں حرص وہوس کی آگ سلگ رہی ہے، دولت کا بھوت سوار ہے، انسان صرف روپیہ پیدا کرنے اور اس سے عیش کرنے ہی کو زندگی کا مقصد سمجھتا ہے، اس وقت تک کوئی نقشہ اور کوئی منصوبہ کامیاب نہیں ہوسکتا، جن ملکوں میں یہ منصوبے پورے طور پر کامیاب ہو چکے ہیں اور وہ ملک عرصہ ہوا ان منزلوں کو طے کر چکے ہیں، کیا ان کو حقیقی امن واطمینان حاصل ہے؟ کیا وہاں جرائم نہیں ہوتے؟ جرائم میں تو وہ ملک ہمارے ملک سے کہیں زیادہ ترقی یافتہ ہیں، وہاں دن دہاڑے ڈاکے پڑتے ہیں، بڑے بڑے دولت مندوں اور کارخانہ داروں کو راستہ چلتے اڑا لیا جاتا ہے، اور پھر ان کے عزیزوں کو دھمکا کر بڑی بڑی رقمیں وصول کی جاتی ہیں، آج ان ملکوں کا اخلاقی زوال اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ ان کو اپنی ہستی قائم رکھنا بھی مشکل ہو رہا ہے، ایک قوم پرستی اور وطنیت کا شور ہے، جو ان کو تھامے ہوئے ہے، پھر بھی ان کا زوال کچھ دور نہیں اور اقبالؔ کا یہ کہنا کوئی مبالغہ نہیں ؎

خود بخود گرنے کو ہے پکے ہوئے پھل کی طرح
دیکھئے گرتا ہے آخر کس کی جھولی میں فرنگ

کردار کی ضرورت

حضرات! یہ دولت ستانی، یہ مجرمانہ ذہنیت، یہ ظلم وستم کی خواہش کسی مذہب کی قائل اور کسی فرقہ کی حامی نہیں، چور ومجرم کا مذہب نہ ہندو ہے نہ

www.abulhasanalinadwi.org

مسلمان جس کے اندر یہ سیرت اور کیرکٹر پیدا ہو جائے، اس کو اس کی پرواہ نہیں ہوتی کہ وہ جس کا گلا کاٹ رہا ہے، وہ کس مذہب وملت کا ہے، وہ تو بھائی کو بھائی نہیں دیکھتا، کوئی حادثہ اس سے بڑھ کر نہیں اور کوئی خطرہ اس سے زیادہ سنگین نہیں کہ خدا کے نام پر اس ملک میں کوئی آواز بلند کرنے والا نہ ہو، کہیں کوئی اخلاق کی اصلاح اور حقیقی انسانیت کی دعوت اور تحریک نہ ہو، آج ہمارے ادب ہماری صحافت اور ہماری سوسائٹی پر یا تجارت کا تسلط ہے، یا سیاست کا، ملک کے بڑے بڑے اخبارات اٹھا کر پڑھ لیجئے سوائے ان دو موضوعوں کے کوئی چیز ایسی نہ ملے گی جس کا تعلق روحانیت یا اخلاق یا انسانیت سے ہو، اس بارے میں تمام سیاسی پارٹیوں اور تحریکوں کا ایک ہی مزاج ہے، کسی کو اس صورت حال سے اختلاف اور جنگ نہیں، ان کی ساری کشمکش اس لئے ان کو قیادت اور لیڈرشپ (LEADER SHIP) حاصل ہو، اور جو کچھ ہو رہا ہے، وہ سب ہماری رہنمائی اور نگرانی میں ہو۔

اخلاقی زوال

اخلاقی زوال بڑھتے بڑھتے اس حد کو پہنچ گیا ہے کہ اب انسان کی انسانیت کی تذلیل سے تفریح ہوتی ہے، بلکہ مذاق اتنا بگڑ گیا ہے کہ انسانیت جتنی پست سطح پر اترے اتنی ہی آسودگی اور تفریح ہوتی ہے، یہ فلم اور پکچر، یہ ناول اور افسانے، یہ عریاں تصویریں اور فحش گانے کیوں آپ کی تفریح کا سامان ہیں، کیا ان میں انسانیت کو ذلیل شکل میں نہیں دکھلایا جاتا؟ کیا یہ آدم کے بیٹوں اور حوا کی بیٹیوں کو جو آپ کے بھائی اور بہنیں ہیں ایسی شکل میں نہیں پیش کرتی، جو انسانیت کے باعث ننگ وعار ہیں، کیا آپ کو ان تصویروں اور کھیلوں، ان فلموں اور ناولوں

میں انسانیت کی ذلت اور رسوائی نظر نہیں آتی؟ پھر آپ کی طبیعت میں کیوں اشتعال اور نفرت پیدا نہیں ہوتی، آپ ان کو کس طرح گوارا کرتے ہیں؟ جب کوئی سوسائٹی اخلاقی حیثیت سے معیاری ہوتی ہے تو اس کا کوئی فرد کسی فرد کی ذلت برداشت کرنا تو الگ رہا اس کے متعلق کسی بداخلاقی کے واقعہ کا سننا بھی گوارا نہیں کرتا، قرآن مجید میں ایک غلط الزام کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے "کہ تم نے سنتے ہی کیوں نہ اس کی تردید کی اور صاف کہہ دیا کہ محض ایک طوفان اور اتہام ہے، تم نے اپنے متعلق نیک گمان کیوں نہیں کیا، اور اپنے اوپر اعتماد سے کام نہیں لیا۔" یہ ہے اس سوسائٹی کی بات جو آئڈیل (IDEAL) سوسائٹی کہلانے کی مستحق ہے، جس میں ہر فرد دوسرے فرد کا آئینہ ہوتا ہے، اس کا مقابلہ اس گری ہوئی سوسائٹی سے کیجئے جس کے کچھ افراد دوسرے افراد کی اخلاقی گراوٹ اور خلاف شرافت وانسانیت حرکات سے لذت اور تفریح حاصل کرتے ہیں، ایک انسان اپنا جسم کو عریاں کرتا ہے، ہوا وہوس کا شکار بنتا ہے، اپنی عزت اور اپنے ضمیر کو فروخت کرتا ہے، اور سیکڑوں اور ہزاروں آدمی اس کا تماشہ دیکھتے اور تفریح حاصل کرتے ہیں، اخلاقی گراوٹ اور بے حمیتی کی اس سے زیادہ عبرت ناک مثال کیا ہوسکتی ہے، یہی وہ حالات اور آثار ہیں جن سے خطرہ ہوتا ہے کہ یہ ملک اپنی تمام مادی ترقیوں اور ظاہری خوش حالیوں کے باوجود کہیں زوال کا شکار نہ ہوجائے، یہ بداخلاقیاں گناہ اور تعیّشات کا رجحان بیماریوں اور وباؤں سے کہیں زیادہ خطرناک ہے، آپ کسی ایک گزشتہ قوم کا نام بتلادیجئے جس کے متعلق تاریخ میں یہ درج ہو کہ وہ پوری کی پوری قوم فلاں بیماری یا وبا کی نذر ہوکر بالکل فنا ہوگئی، لیکن میں

آپ کو ایسی بیسیوں قوموں کا نام بتلا سکتا ہوں جو بداخلاقیوں کا شکار ہو کر صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں۔

انسانیت

حضرات آپ نے اس ملک کی آزادی کے لئے جدو جہد کی، اس کے لئے قربانیاں پیش کیں اور اس کے لئے وہ راستہ اختیار کیا، جس کا آپ کے رہنماؤں نے مشورہ دیا، وہ کام اتنا ہی تھا کہ یہ ملک آزاد ہو جائے چنانچہ یہ ملک آزاد ہو گیا، اب انسانوں میں صحیح انسانیت پیدا کرنے کے لئے از سر نو جد جہد کرنی پڑے گی، اس کا یہی ایک راستہ ہے، اور وہ وہی راستہ ہے، جو خدا کے پیغمبروں نے بتلایا اور اس پر چل کر ان کے ماننے والے منزل مقصود کو پہنچے اور انھوں نے دنیا میں حقیقی انسانیت کا ثبوت پیش کیا، اس کا سرا وہی ایمان و یقین اور خدا کا خوف ہے، یہ سچی خدا پرستی اور یہ زندہ یقین اور یہ ضمیر کی بیداری پیغمبروں کے علاوہ کسی اور جگہ سے دستیاب نہیں ہو سکتی، اس کا خزانہ وہیں ہے اور ہم کو اس خزانے سے حاصل کرنے میں شرم اور عار محسوس نہیں ہونا چاہئے، اگر آج اس کے حصول اور اور اس کی دعوت اشاعت کے لئے وہی جدو جہد شروع ہو، ملک کی آزادی کے لئے جو قربانیاں کی گئی تھیں، وہی قربانیاں اس راستہ میں ہوں، بدیشی حکومت کو نکالنے کے لئے جو تکلیفیں برداشت کی گئی تھیں وہی سب تکلیفیں برداشت کی جائیں تو ملک کا نقشہ ہی کچھ اور ہو، حقیقی امن و اطمینان حاصل ہو، ہر طرح کی غلامیوں کا سلسلہ بند ہو، اور ملک کو حقیقی آزادی اور زندگی کا حقیقی لطف اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

نفس پرستی یا خدا پرستی

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی وہ تقریر جو دعوت اصلاح وتبلیغ کے زیر اہتمام ۲۸ نومبر ۱۹۵۴ء کی شب میں امین الدولہ پارک میں ہوئی تھی، اس اجتماع میں ہر مذہب وخیال کے لوگ موجود تھے، بڑی تعداد میں غیر مسلم بھی شریک تھے، حاضرین کا اندازدس بارہ ہزار کا کیا جاتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

خطبۂ مسنونہ کے بعد

امیر جمع ہیں احباب دردِ دل کہہ لے!
پھر التفاتِ دلِ دوستاں رہے نہ رہے

صاف اور کھری باتیں

دوستو! میں اس وقت آپ سے کچھ دل کی باتیں کہنا چاہتا ہوں، اور اس طرح کہنا چاہتا ہوں جیسے میں آپ میں سے ہر ایک کے ساتھ تنہا بیٹھا ہوا گفتگو کر رہا ہوں، فی الواقع اگر اس کا کوئی امکان ہوتا کہ آپ میں سے ہر دوست سے الگ ہی الگ اپنے دل کی بات کہہ سکتا تو ضرور ایسا ہی کرتا، تاکہ آپ اسے تقریر سمجھ کر نہیں، بلکہ ایک دوست کا دردِ دل سمجھ کر سنتے، مگر کیا کروں ایسا ممکن نہیں ہے، اگر یہ چیز ممکن ہوتی تو الیکشن میں کھڑے ہونے والے امیدوار ضرور اس پر عمل کرتے، اور وہ اپنی انتخابی مہم کے سلسلہ میں جلسے منعقد نہ کرتے، اس لئے کہ انھیں ان جلسوں میں وہ باتیں کہنا ہوتی ہیں جو تنہائیوں میں لے جا کر کسی کان میں بھی کہنا گراں ہوتی ہیں، یعنی اپنی تعریف، اپنی اہلیت کا اظہار اور اپنی شان میں اپنے آپ ہی قصیدہ خوانی، اس لئے میں بس اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ آپ سے یہ درخواست کروں کہ براہِ کرم میری گزارشات کو اسٹیج کی نہیں، بلکہ دل کی باتیں سمجھ کر سنئے۔

نفس پرستی یا خدا پرستی

دوستو اور بزرگو! دنیا میں زندگی کے بہت سے طرز رائج ہیں، اور اس

www.abulhasanalinadwi.org

کی بہت سی قسمیں سمجھی جاتی ہیں، مشرقی زندگی، مغربی زندگی، جدید طرز زندگی، قدیم طرز زندگی وغیرہ وغیرہ، لیکن حقیقت میں زندگی کی بنیادی قسمیں صرف دو ہیں، ایک نفس پرستانہ زندگی، دوسری خدا پرستانہ زندگی، باقی جتنی قسمیں جتنے مختلف ناموں سے مشہور ہیں وہ سب ان ہی دو کی شاخیں ہیں۔

پہلی قسم کی زندگی یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو ایک شتر بے مہار سمجھ کر زندگی گزارے اور جو من میں آئے وہ کر گزرے، اس کو من مانی زندگی بھی کہہ سکتے ہیں، دوسری قسم کی زندگی ایک ایسے آدمی کی زندگی ہے جو یقین رکھتا ہے کہ اسے کسی نے پیدا کیا ہے، وہ پیدا کرنے والا ہی اس کی زندگی کا مالک اور حاکم ہے، وہ اس کی ضرورتوں اور مصلحتوں کو سب سے زیادہ جانتا ہے، اس کی طرف سے زندگی گزارنے کے کچھ ضابطے اور قاعدے ہیں، جن کی پابندی کرنا ضروری ہے۔

نفس پرستی خدا پرستی سے ہمیشہ برسرِ پیکار رہی ہے

ہندوستان میں مہابھارت ایک بہت بڑی تاریخی لڑائی ہوئی ہے، مجھے اس کی تاریخی حیثیت سے انکار نہیں ہے، مگر اس دنیا میں ایک دوسری مہابھارت بھی پائی جاتی ہے، یہ ہندوستان کی مشہور مہابھارت سے زیادہ قدیم ہے، یہ وہ لڑائی ہے جو خدا پرستی اور نفس پرستی کے درمیان ہمیشہ سے جاری ہے، یہ لڑائی کسی ایک ملک ہی تک محدود نہیں رہی ہے، بلکہ دنیا کے ہر ہر ملک میں پہنچی اور نہ یہ جنگ کے میدانوں ہی تک محدود رہی، بلکہ اس کے معرکے گھروں کے اندر بھی ہوئے ہیں، یہ زندگی کے دو اصول ہیں، جو ہمیشہ ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کرتے رہے ہیں حضراتِ پیغمبران نے اپنے اپنے وقتوں میں ہر جگہ خدا

www.abulhasanalinadwi.org

پرستانہ زندگی کی دعوت دی ہے اور ان کی کامیابی کے دور میں اسی قسم کی زندگی کا دور دورہ رہا، لیکن نفس پرستی ہمیشہ کے لئے کبھی فنا نہیں ہوئی بلکہ اسے جب بھی موقع ملا وہ زندگی پر قابض ہوگئی، بدقسمتی سے ہمارا زمانہ وہ ہے جس میں نفس پرستی زندگی پر پوری طرح مسلط ہے، زندگی کا ہر شعبہ اور ہر میدان اس کی گرفت میں آیا ہوا ہے، گھروں میں نفس پرستی، بازاروں میں نفس پرستی، دفتروں میں نفس پرستی، کارخانوں میں نفس پرستی، گویا ایک سمندر ہے جو خشکی میں پورے زور شور سے بہہ رہا ہے اور ہم اس میں گلے گلے اترے ہوئے ہیں۔

نفس پرستی مستقل ایک مذہب ہے

نفس پرستی اب ایک مذہب بن چکا ہے، نہیں! بلکہ ہمیشہ سے اس کی یہ نوعیت رہی ہے، اور عموماً اسی مذہب کے ماننے والوں کی تعداد سب سے زیادہ رہتی ہے، ہر چند کہ مذاہب کی فہرست میں اس نام کا کوئی مذہب نہیں بتلایا جاتا اور نہ اس نام سے کسی مذہب کے ماننے والوں کی تعداد کا شمار کیا جاتا ہے، مگر یہ اپنی جگہ بالکل حقیقت ہے کہ یہ دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے، اور اس کے ماننے والے سب سے زیادہ تعداد میں پائے جاتے ہیں، آپ کے سامنے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے اعداد و شمار آتے ہیں، کہ عیسائی مذہب کے پیرو اتنے، اسلام کے پیرو اتنے، اور ہندو دھرم کے ماننے والے اتنے، مگر ان میں سے ہر ایک میں ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جو کہلاتے تو ہیں مذہباً عیسائی، ہندو اور مسلمان لیکن درحقیقت اسی مذہب نفس پرستی کے پیرو ہیں۔

نفس پرستی کی زندگی کا رواج اور اس مذہب کی مقبولیت صرف اس وجہ

سے ہے کہ آدمی کو اس میں مزہ بہت آتا ہے، مانا کہ نفس پرستی کی زندگی بڑے مزے کی اور بڑے لطف کی زندگی ہے اور ہر آدمی کی طبعی خواہش لطف اندوزی ہوتی ہے، لیکن اگر دنیا کے تمام انسانوں کو سامنے رکھ کر سوچا جائے تو پھر اس قسم کی زندگی دنیا کے لئے ایک لعنت ہے اور اس کی ساری مصیبتیں اور سارے دکھ اسی نفس پرستی کا نتیجہ ہیں اور دنیا کی ساری تباہیوں، تمام قحطوں اور ناانصافیوں کی ذمہ داری انھیں لوگوں پر عائد ہوتی ہے، جو اس منحوس مذہب کے پیرو ہیں۔

اس دنیا میں اس مذہب کی گنجائش صرف اس صورت میں نکل سکتی ہے کہ پوری دنیا میں صرف ایک انسان کا وجود ہو اسی صورت میں وہ اپنے نفس کی مانگوں کو من مانے طور پر پورا کرنے کا حق دار ہوسکتا ہے، لیکن واقعہ یوں نہیں ہے، اس دنیا کے پیدا کرنے والے نے اس میں کروڑوں اور اربوں انسانوں کو بسایا ہے، اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ نفس، خواہشات نفس اور ضروریات نفس لگی ہوئی ہیں، ایسی صورت میں جو شخص بھی من مانی زندگی گزارنے کی کوشش کرتا ہے وہ گویا اس واقعہ سے آنکھ بند کرتا ہے کہ اس کے ساتھ اس کے اور بھی ہم جنس رہتے ہیں، لیکن واقعہ سے آنکھیں بند کرنے سے واقعہ غلط نہیں ہوجاتا، وہ اپنی جگہ پر رہتا ہے، اس لئے کچھ لوگوں کی نفس پرستی کا نتیجہ لامحالہ دوسروں کی مشکلات اور مصائب کی شکل میں نکلے گا۔

نفس پرست من کا راجہ ہوتا ہے

نفس پرستی کی زندگی گزارنے والا من کا راجہ ہوتا ہے، من کا راجہ وہ راجہ ہے کہ ساری کائنات میں بھی اس کی خواہشات کا سکہ چلے، تو اس کا پیٹ اتنے

www.abulhasanalinadwi.org

میں بھی نہیں بھر سکتا، وہ اس سے اور زیادہ کا خواہش مند رہے گا ——— غور فرمایئے جب یہ ساری کائنات بھی ایک من کے راجہ کی تسکین کے لئے ناکافی ہے، تو آج جو ایک ایک گھر کی محدود سی دنیا میں کئی کئی من کے راجہ پائے جاتے ہیں تو وہ کیوں کر تسکین اور چین پا سکتے ہیں، اس نفس پرستی کے مرض نے ایک ایک گھر میں چار چار من کے راجہ پیدا کر دیئے ہیں، باپ بھی راجہ، ماں بھی رانی، بیٹا بھی راجہ اور بیٹی من کی رانی، تو کیوں کر گھروں میں چین اور سکون رہ سکتا ہے؟ یہ نفس پرستی کی زندگی جس کو ہر شخص گزار کر مزہ حاصل کرنا چاہتا ہے، ایک آگ بنی ہوئی ہے جس میں ایک گھر کے افراد بھی جل رہے ہیں، ایک ملک کی قوم بھی جل رہی ہے، اور دنیا کی پوری آبادی جھلس رہی ہے۔

نفس پرستی کی زندگی مصیبتوں کی جڑ ہے

دوستو! دنیا کی مصیبتوں کی جڑ یہی ہے کہ ہر شخص اپنے نفس کی اطاعت کرنا چاہتا ہے اور ان مصیبتوں کا علاج یہ ہے کہ من کا کہا ماننے کے بجائے خدا کی اطاعت کرو، یہ دنیا کروڑوں کی تو کیا، دو آدمیوں کی بھی من مانی زندگی کی گنجائش اپنے اندر نہیں رکھتی، اس لئے من مانی زندگی گزارنے کے خیال کو چھوڑ دو، اور اس طرح زندگی گزارنے کی کوشش کرو جس کا پیغام اللہ کے پیغمبروں نے دیا تھا، یعنی خدا پرستی کی زندگی، اس دنیا کے پیدا کرنے والے نے ہر زمانہ میں اس زندگی کے پیغامبر پیدا کئے کیونکہ اسی طرز زندگی سے دنیا کا نظام چل سکتا تھا، ان پیغمبروں نے پوری طاقت سے اس طرز زندگی کی دعوت دی، اور نفس پرستی کا زور توڑنے کی اپنی طاقت بھر پوری کوشش کی، لیکن جیسا کہ میں شروع میں عرض کر چکا ہوں کہ پھر بھی

www.abulhasanalinadwi.org

نفس پرستی کا رواج دنیا میں مٹا نہیں، اور جب بھی خدا پرستی کی دعوت کمزور پڑی، نفس پرستی کا رواج بڑھ گیا، اور اس کا سیلاب آتے ہی دنیا کے عام لوگوں کی مصیبتیں بھی بڑھ گئیں اور نا قابل برداشت حد تک پہنچ گئیں، مثال کے طور پر چھٹی صدی عیسوی کا زمانہ دیکھئے، اس صدی میں نفس پرستی کی زندگی کا رواج انتہائی عروج پر پہنچ گیا تھا، ملک ملک اس کا دور دورہ تھا، یہ ایک بہتا ہوا دریا تھا، جس کے دھارے پر ہر چھوٹا بڑا بہہ رہا تھا، بادشاہ اپنی نفس پرستی میں مبتلا تھے، رعایا ان کی نقل میں نفس پرستی کا شکار تھی، مثال کے طور پر ایران کا حال بیان کرتا ہوں۔

وہاں قوم کا ہر طبقہ نفس پرستی کا بیمار تھا، شاہ ایران کی نفس پرستی کا حال یہ تھا کہ اس کی بیبیوی کی تعداد بارہ ہزار تھی، جب مسلمانوں نے اس ملک کو اس مصیبت سے نجات دلانے کے لئے حملہ کیا اور ایران کا بادشاہ تخت چھوڑ کر بھاگا تو ایسے نازک وقت میں بھی یہ حال تھا کہ اس کے ہمراہ ایک ہزار باورچی تھے، ایک ہزار گویئے تھے، اور ایک ہزار باز اور شکرے کے محافظ و منتظم تھے، مگر اس پر بھی اس کو افسوس تھا کہ بڑی بے سروسامانی میں نکلنا ہوا ہے، اس زمانے کے جنرل اور سپہ سالار ایک ایک لاکھ کی ٹوپی، اور ایک ایک لاکھ کا پٹکا لگاتے تھے، اونچی سوسائٹی میں معمولی کپڑا پہننا گویا جرم تھا، لیکن اس طبقہ کی نفس پرستی نے عوام کو کن مشکلات میں مبتلا کر دیا اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ کسانوں کا حال یہ تھا کہ وہ لگان بھی نہیں دے سکتے تھے، اور زمینیں چھوڑ چھوڑ کر خانقاہوں اور عبادت گاہوں میں جا بیٹھتے تھے، متوسط طبقہ کے لوگ امراء کی ریس میں دیوالیہ ہوئے جا رہے تھے، چنانچہ معاشی لوٹ گھسوٹ برپا تھی، غرض زندگی کیا تھی، ایک ریس کا میدان

www.abulhasanalinadwi.org

تھی، ظلم وزیادتی عام تھی، ہر بڑا اپنے چھوٹے کو، اور حاکم اپنے محکوم کو لوٹنے، اور اس کا خون چوسنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا، اور پوری سوسائٹی میں ایک سڑاہند پھیلی ہوئی تھی، آپ سمجھتے ہیں کہ ایسی سوسائٹی میں عقائد، اخلاق اور کیرکٹر کیسے پنپ سکتا ہے، اور کس کو آخرت کی فکر اور اخلاقی ذمہ داریوں کا احساس رہ سکتا ہے، ان تمام اعلیٰ چیزوں کو تو نفس پرستی کا سیلاب بہائے لئے چلا جارہا تھا، لیکن کوئی نہ تھا، جو اس سیلاب پر بند باندھتا، اور اس دھارے کو روکتا، علماء، ادباء اور فلاسفہ، سب اسی کے رُخ پر تنکوں کی طرح بہہ رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ہی نفس پرستی کے دھارے کو موڑا

کسی میں ہمت نہ تھی، جو دھارے کے رُخ کے خلاف پیر کر دکھاتا، اور دھارا بھی کون سا؟ پانی کا نہیں، عام رواج کا دھارا؟ اس کی ہمت ایک شیر دل انسان ہی کر سکتا ہے۔ اللہ کو منظور تھا کہ اس دھارے کا رُخ موڑا جائے، اس کام کے لئے اس نے عرب میں ایک انسان کو پیدا کیا اور اس کو نبوت عطا کی، جس کو ہم محمد رسول اللہ کے نام سے یاد کرتے ہیں (ﷺ) جنھوں نے دھارے کے خلاف صرف پیر کر ہی نہیں، بلکہ اس کا رُخ موڑ کر دکھا دیا ——— اس وقت کسی ایسے آدمی سے کام نہیں چل سکتا تھا جو دھارے کا رُخ تو نہ موڑ سکے، بلکہ اس میں بہنے والی چیزوں کو نکال لائے، اس لئے اس وقت کوئی ایسا محفوظ مقام نہ تھا، جہاں اس سیلاب کا دھارا نہ چل رہا ہو، عبادت گاہوں اور کلیساؤں تک کو تو اس سیلاب نے اپنی زد میں لے رکھا تھا، اس سمندر میں کوئی ٹاپو نہ تھا اور اگر تھا تو وہ ہر آن خطرے کی زد میں تھا، ایمان اخلاق، شرافت، تہذیب اور مختصر الفاظ میں انسانیت

www.abulhasanalinadwi.org

کی روح کو اس سیلاب سے بچانے کا کام اگر کوئی شخص کر سکتا تھا تو وہی شخص کر سکتا تھا جس میں دھارے کا رُخ موڑ دینے کی ہمت ہو، ایسی ہستی اس وقت صرف اللہ کے اسی آخری پیغمبر کی تھی، جس نے رواجِ عام کے اس دھارے کو جو ایک طوفانی انداز میں نفس پرستی کی سمت میں بہہ رہا تھا، چند سال کی کوشش سے خدا پرستی کی طرف پھیر دیا، ہمیں جو چھٹی صدی عیسوی کی دنیا کی تاریخ میں ایک دم سے ایک حیرت انگیز انقلاب نظر آتا ہے، جس نے ساری زندگی اور بالآخر ساری دنیا کو متأثر کیا، اور اب بھی جو کچھ انسانیت اور خدا پرستی کا بچا کھچا سرمایہ ہے، وہ سب انھیں کی محنت کا فیض ہے۔ ؎

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پودا نھیں کی لگائی ہوئی ہے

ممکن ہے کہ آپ میں سے کسی کو یہ شبہہ گزرے کہ یہ کہنا تو صحیح نہیں ہے کہ اس زمانے میں عام طور پر لوگ صرف نفس پرست تھے، کیونکہ وہاں بہت سی دوسری ''پرستیاں'' بھی موجود تھیں، کچھ لوگ سورج پرست تھے، کچھ آگ کو پوجتے تھے، کچھ صلیب پوجتے تھے، کچھ درختوں کو پوجتے تھے، اور کچھ پتھروں کی پرستش کرتے تھے، ٹھیک ہے! یہ بات اپنی جگہ پر صحیح ہے، مگر یہ تمام ''پرستیاں'' اسی ایک پرستی کی قسمیں تھی، جس کے عام رواج کا میں دعویٰ کر رہا ہوں، یہ ساری پرستیاں اسی لئے کی جاتی تھیں کہ یہ نفس پرستی کے مخالف نہ تھیں، یہ ''پرستیاں'' من مانی زندگی گزارنے میں رکاوٹ نہیں ڈالتی تھیں، آگ، پیڑ، پتھر، سورج وغیرہ ان سے نہ کہتے تھے کہ یہ کام کرو، اور یہ مت کرو، اس لئے وہ ان کی پرستش کے پہلو

بہ پہلوا پنے نفس کی اطاعت بھی کرتے رہتے تھے، ان دونوں میں کوئی تناقض نہیں پاتے تھے ——— بہر حال ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سیلاب سے لڑنے اور اس کا رُخ موڑ دینے کا بیڑا اُٹھایا اور پوری سوسائٹی سے لڑائی مول لی، حالانکہ آپ اپنی اس سوسائٹی میں بہت مقبول اور ہر دلعزیز تھے، صادق وامین کے معزز لقب سے یاد کئے جاتے تھے، اور اس لئے آپ کو ترقی کے بڑے سے بڑے مواقع حاصل تھے، آپ کو اپنی قوم کا اتنا اعتماد حاصل تھا کہ ترقی کا کوئی اونچے سے اونچا مقام نہ تھا، جو آپ کو مل نہ سکتا، مگر یہ سب کچھ جب ممکن تھا، جب آپ ان کی زندگی کے رُخ کو غلط نہ کہتے، اور اس کو ایک دوسرے رُخ پر موڑ دینے کے عزم وارادہ کا اظہار نہ فرماتے، مگر آپ کو تو اللہ نے کھڑا ہی اس لئے کیا تھا کہ بہاؤ کے رُخ پر نہ خود بہیں اور نہ کسی کو بہنے دیں، اس لئے سب سے پہلے تو آپ نے اپنی زندگی کو خدا پرستی کی زندگی کا نمونہ بنا کر پیش کیا، اور بالفاظ دیگر دھارے کے خلاف پیر کر دکھایا، اور پھر پوری سوسائٹی کے رُخ کو نفس پرستی سے ہٹا کر خدا پرستی کی طرف موڑ دینے کی کوشش شروع کی۔

خدا پرستی پیدا کرنے کے لئے تین بنیادی چیزیں

اس کوشش کو کامیاب بنانے کے لئے آپؐ نے تین بنیادی چیزیں لوگوں کے سامنے پیش کیں، (۱) یہ یقین کرو کہ تمہارا اور اس ساری دنیا کا پیدا کرنے والا، اور اس پر حکومت کرنے والا ایک ہے، (۲) یہ یقین کرو کہ اس زندگی کے ختم ہونے کے بعد ایک دوسری زندگی ہے، جس میں اس زندگی کا حساب وکتاب دینا ہے۔ (۳) یہ یقین کرو کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا (پیغمبر) ہوں اس نے

www.abulhasanalinadwi.org

اس زندگی کے متعلق احکام دے کر مجھے بھیجا ہے، جن احکام پر مجھے بھی چلنا ہے، اور تمہیں بھی۔ آپ نے جب ان چیزوں کا اعلان فرمایا تو سوسائٹی میں ایک ہلچل مچ گئی، مخالفتیں اٹھ کھڑی ہوئیں، اس لئے کہ یہ نعرہ ان کی زندگی کے آرام میں خلل ڈالنے والا تھا، سارا زمانہ جس رُخ پر بہہ رہا تھا، اس کو چھوڑ کر دوسرا رُخ اختیار کرنا آخر کوئی آسان کام تو تھا نہیں، زندگی کی کشتی بہاؤ پر بلا دقت کے چلی جارہی تھی، انھیں کیا پڑی تھی کہ بہاؤ کے خلاف اپنی کشتی چلا کر دقتیں اور خطرات مول لیں، اس لئے انھوں نے چاہا کہ یہ آواز دب جائے، کچھ لوگوں نے آپ کی نیت ہی پر شبہ کیا، ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ دیکھنے میں ایک انھیں جیسا انسان اتنا صاحبِ عزم بھی ہوسکتا ہے کہ زندگی کے اس طوفانی دھارے کا رُخ موڑ نے کی ٹھانے جس میں صرف ہم ہی نہیں دنیا کی ساری قومیں، ان کے علماء اور حکماء ان کے احبار ورہبان، ان کے ائمۂ تہذیب وسیاست، ان کے عقائد واخلاق، ان کے علوم وفلسفے اور ادب وسیاست خس وخاشاک کی طرح بہے چلے جارہے ہیں، وہ اس دعوے میں کسی شخص کو مخلص ماننے سے قطعاً عاجز تھے، اس لئے انھوں نے سمجھا کہ اس دال میں کچھ کالا ضرور ہے، ہو نہ ہو اس بلند بانگ دعوے کے پیچھے کچھ اور مقصد اور کوئی خواہش کام کررہی ہے، اس لئے انھوں نے ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، جس نے اپنے خیال کے مطابق تین بڑی چیزیں آپ کے سامنے پیش کیں، اس نے کہا کہ اگر آپ کا مقصد اس قسم کی باتوں سے یہ ہو کہ ہم آپ کو اپنا سردار تسلیم کرلیں تو چھوڑیئے ان باتوں کو ہمیں یہ منظور ہے، یا اگر آپ بہت سے مال ودولت کے طالب ہوں تو ہمیں یہ بھی منظور

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، اور یا اگر آپ کسی حسین عورت کے خواہش مند ہوں تو ہمیں یہ بھی منظور ہے، ہم ملک کی سب سے حسین عورت آپ کو پیش کریں گے، آپ نے جو یہ نئی بات اٹھانی شروع کی ہے، اس سے دستبردار ہو جایئے، مگر اللہ کے اس سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا پرستی کے سب سے بڑے علمبردار نے نہایت بے نیازی سے جواب دیا کہ میں تم سے کچھ لینا نہیں چاہتا، تمہیں کچھ دینا چاہتا ہوں، اور وہ میری یہی تین باتیں ہیں جن کی میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ تمہیں موت کے بعد والی زندگی میں راحت ملے، اور وہ میری ان تین باتوں کے قبول کرنے پر موقوف ہے، آپ کی زبان ہی نہیں بلکہ آپ کی پوری زندگی نے ان لوگوں کے اس خیال کی تردید کی کہ، آپ دنیا کی کسی چیز کے خواہش مند ہیں، مخالفت نے اتنی شدت اختیار کی کہ آپ کو مکہ چھوڑ کر مدینہ جانا پڑا مگر خدا پرستی کی دعوت کو نہیں چھوڑا۔

بے نفسی اور خدا پرستی کی عجیب مثال

مخالفین کو اندازہ نہیں تھا کہ آپ نفس پرستی سے کتنی دور تھے۔ اور اس دھارے کے مخالف سمت تیرنے کی آپ میں کتنی طاقت تھی اور کتنا عزم تھا، آپ نفس پرستی سے اتنی دور تھے کہ جب مکہ چھوڑنے کے کچھ سال بعد آپ پھر مکہ میں آئے اور فاتحانہ حیثیت سے آئے اور اپنے مخالفوں کو مغلوب کر کے آئے تب بھی آپ کی خدا پرستانہ شان میں ذرا تغیر نہ ہوا، فتح کا نشہ آپ پر ذرا بھی نہیں چڑھا، مکہ میں آپ کا فاتحانہ داخلہ اس شان سے ہوا کہ اونٹ پر سوار تھے، بدن پر غریبانہ لباس تھا، اور زبان پر خدا کا شکر اور اپنی عاجزی کا اظہار تھا، اس موقع پر ایک آدمی

www.abulhasanalinadwi.org

آپ کے سامنے آیا اور رعب سے کانپنے لگا، آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں میں قریش کی اس غریب عورت کا بیٹا ہوں، جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی، سوچئے! کیا کوئی فاتح ایسے وقت میں ایسی بات کہہ سکتا ہے، جس سے اس کا رعب لوگوں پر سے اٹھ جائے؟ ایسے وقت میں تو کوشش کی جاتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ رعب ڈالا جائے —— آپ آج بھی دیکھتے ہیں، اور آج سے پہلے کا حال تاریخ میں پڑھ سکتے ہیں کہ جن لوگوں کے ہاتھ میں حکومت واقتدار آجاتا ہے، ان کی آل اولاد اس سے کتنا نفع اٹھاتے ہیں، اور اس کے بل پر کیسے کیسے عیش وآرام کے مزے لوٹتے ہیں، مگر خداپرستی کے سب سے بڑے علمبردار کا حال اس معاملہ میں بھی دنیا سے مختلف تھا۔ آپ کی صاحبزادی اپنے گھر کا سارا کام اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں جس کی وجہ سے آپ کے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے تھے، اور جسم پر مشکیزہ اٹھانے کے نشانات ہو گئے تھے، ایک دن انھوں نے سنا کہ میدانِ جنگ سے کچھ غلام اور کنیزیں ابا جان کی خدمت میں لائی گئی ہیں، خیال کیا کہ میں بھی اپنے لئے ایک آدھ غلام یا کنیز مانگ لاؤں۔ تشریف لے گئیں، اپنی پریشانی کا حال بیان کیا، ہاتھوں کے گھٹے دکھائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بیٹی! میں تمہیں غلام اور باندی سے اچھی چیز دیتا ہوں، غلام اور باندی اور مسلمانوں کے حصے میں جانے دو تم سوتے وقت ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، بے نفسی اور خداپرستی کی کیسی عجیب مثال ہے!۔ بیشک آپ خداپرستوں کے سردار تھے، کیا کوئی پھر بھی آپ کی بے نفسی پر حرف لاسکتا ہے، دوسروں کے حق میں یہ فیاضی اور اپنے اور اپنی اولاد کے لئے فقر

www.abulhasanalinadwi.org

وغربت کو ترجیح دینا پیغمبر ہی کی شان ہے۔ ؎

عدیل ہمت ساقیت فطرت عرفی
کہ حاتم دگراں وگدائے خویشتن است

آج ایسے لوگ آپ کے سامنے ہیں، جنھوں نے پیچھے کچھ دنوں میں چند روز یا چند سال جیلیں کاٹ لی ہیں، تو آج اقتدار حاصل ہونے پر ان تکلیفوں کا سارا حساب مع سود کے چکا لینے کے درپے ہیں، جب کسی شخص کو اقتدار اور قانون کی طاقت مل جاتی ہے تو عموماً وہ اپنے اعزا، اور اپنی اولاد کو قانون کی گرفت سے بچانے کی سعی کرتا ہے، مگر خدا پرستوں کے سردار کی شان اس معاملہ میں بھی بالکل نرالی تھی، ایک عورت پر چوری کا جرم ثابت ہوا، آپ نے ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دے دیا، لوگوں نے حضورؐ کے ایک مقرب اور بہت محبوب صحابی سے سفارش کرائی کہ معاف فرمادیا جائے، حضورؐ کا چہرہ غصہ سے سُرخ ہوگیا اور فرمایا: خدا کی قسم! اگر خود محمد کی (لاڈلی) بیٹی فاطمہؓ سے بھی یہ جرم سرزد ہوجائے تو محمدؐ اس کا بھی ہاتھ کاٹے گا۔

اپنے آخری حج کے موقع پر مسلمانوں کے عظیم ترین اجتماع میں آپ نے کچھ قوانین اور احکام کا اعلان عام فرمایا تو ان کو سب سے پہلے اپنے رشتہ داروں اور اپنے خاندان پر جاری کیا، آپ نے مجمع عام میں کھڑے ہوکر اعلان فرمایا کہ جاہلیت کے تمام دستور ختم کئے جاتے ہیں، منجملہ ان کے سودی لین دین آج سے ختم، اور سب سے پہلے میں اپنے چچا عباسؓ کے سودی قرضے کو باطل قرار دیتا ہوں، اب ان کا سود کسی پر واجب نہیں، اب وہ سود کا روپیہ کسی سے وصول نہیں کرسکتے۔ یہ تھی خدا پرستی! ورنہ آج کل کے قانون ساز اگر اس قسم کا قانون بنانے

www.abulhasanalinadwi.org

والے ہوں تو اپنے رشتہ داروں اور ملنے والوں سے پہلے سے کہہ دیں کہ فلاں قانون آنے والا ہے ذرا جلدی جلدی اپنی فکر کرلو، زمینداری کے خاتمہ کا قانون پاس ہونے والا ہے، جتنی زمین نکال سکتے ہو نکال لو، یا بیچنا چاہو تو بیچ دو، ایسے ہی موقع پر آپ نے اعلان فرمایا کہ زمانہ جاہلیت (یعنی قبل اسلام) کے تمام خون باطل کئے جاتے ہیں، اب ان کا انتقام نہیں لیا جاسکتا اور اس کے ماتحت میں سب پہلے ربیعہ بن حارث کا خون اپنے خاندان کا خون) باطل قرار دیتا ہوں۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بے مثال خداپرستی کے ساتھ (جس کی صرف چند مثالیں میں نے بیان کی ہیں) نفس پرستی کے اس سیلاب سے لڑتے رہے جو دنیا کی ساری قوموں کو بہائے لئے چلا جارہا تھا، آخر کار اس کو روکنے میں کامیاب ہوئے، اور لوگ مجبور ہوئے کہ آپ کی بات پر کان دھریں اور مانیں۔

حیرت انگیز انقلاب

چنانچہ جن لوگوں نے آپ کی ان تین باتوں کو کماحقہ قبول کرلیا جو خداپرستی کی زندگی کی بنیاد ہیں، تو پھر ان لاکھوں کروروں انسانوں کی زندگیوں کا رُخ ایک دم ایسا بدلا کہ آج کی دنیا میں یقین آنا مشکل ہے، کہ کیا ایسے بھی انسان ہوسکتے ہیں۔ میں مثال کے طور ان میں سے چند کا ذکر کرتا ہوں۔

آپ کی دعوت قبول کرنے والوں میں سے ایک ابوبکر صدیق اکبر بھی تھے جو آپ کی وفات کے بعد آپ کے پہلے جانشین اور اسلامی حکومت کے ذمہ دار بھی ہوئے آپ کی بے نفسی کا حال یہ تھا کہ گو اسلامی سلطنت کے سب سے بڑے عہدیدار تھے، مگر زندگی اس طرح گذارتے تھے کہ آپ کے گھر والے منہ

www.abulhasanalinadwi.org

میٹھا تک کرنے کے لئے ترستے تھے، ایک دن اہلیہ نے عرض کیا کہ بچوں کا جی کچھ میٹھا کھانے کو چاہتا ہے، تو فرمایا کہ سرکاری خزانہ تو ہمارا منھ میٹھا کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے، ہاں جو کچھ وہاں سے ہمیں روزانہ ملتا ہے اسی میں سے اگر تم کچھ بچا سکو تو بچالو، اور کوئی میٹھی چیز پکالو، چنانچہ انھوں نے روزانہ کے خرچہ سے روزانہ تھوڑا تھوڑا بچا کر تھوڑے سے پیسے جمع کر لئے اور ایک دن حضرت ابوبکرؓ کو دیئے کہ اس کا کچھ سامان لا دیجئے تا کہ آج کچھ میٹھی چیز پکالوں، آپ وہ پیسے لئے ہوئے خزانچی کے پاس چلے گئے، اور وہ پیسے بیت المال کو واپس کر دیئے، اور فرمایا کہ یہ اسی خرچ میں سے جو ہمیں بیت المال سے ملتا ہے، اتنے دنوں میں بچایا ہوا ہے، معلوم ہوا کہ ہمارا کام اس سے کم میں چل سکتا ہے، لہذا اب ہمیں اتنا کم کر کے دیا جایا کرے۔

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ سے دورِ خلافت میں جب مسلمانوں نے بیت المقدس فتح کیا، اور حضرت عمرؓ وہاں تشریف لے گئے، ساتھ میں ایک غلام تھا، لیکن اسلامی حکومت کے اُس سب سے بڑے شخص کے پاس سواری صرف ایک تھی، تھوڑی دور خود سوار ہوتے تھے، تھوڑی دور غلام کو سوار کر کے خود پیدل چلتے تھے، جس وقت بیت المقدس میں داخل ہو رہے تھے، غلام سواری پر تھا، اور خود پیدل، اور کپڑوں میں کئی ایک پیوند، آپ ہی کے زمانہ میں ایک دفعہ سخت قحط پڑا، تو آپ وہ کھانا کھانا اپنے لئے جائز نہ سمجھتے تھے جو قحط کی وجہ سے عام رعایا کو میسر نہ تھا۔

حضرت خالدؓ جو مسلمان فوجوں کے کمانڈر انچیف تھے، اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کا اعزازی خطاب عنایت فرمایا تھا،

www.abulhasanalinadwi.org

ایسے بے نفس اور نفس پرستی سے اس قدر آزاد تھے کہ ایک مرتبہ ان کی کسی غلطی کی بنا پر عین میدان جنگ میں ان کے پاس حضرت عمرؓ کی طرف سے معزولی کا پروانہ پہنچا تو ماتھے پر شکن تک نہ آئی اور کہا کہ اگر میں اب تک عمرؓ کی خوشنودی کے لئے یا اپنی ناموری کے لئے لڑتا تھا تو اب نہ لڑوں گا لیکن اگر میں اللہ کے لئے لڑتا تھا تو سپہ سالار کے بجائے ایک معمولی سپاہی کی حیثیت سے بھی بدستور لڑتا رہوں گا، اس کے برعکس اس زمانہ کی ایک تازہ مثال آپ کے سامنے میک آرتھر کی ہے جنھیں ٹرومین کوریا میں لڑنے والی افواج کی سپہ سالاری سے معزول کر دیا تو وہ سخت ناراض ہوئے اور ٹرومین کی صدارت کے درپے ہو گئے۔

خدا پرست سوسائٹی

اور صرف یہی چند افراد نہیں، بلکہ آپ نے پوری قوم اور سوسائٹی کی اسی اصول پر تربیت کی تھی، کہ وہ ایک خدا پرست سوسائٹی ہو، آپ کا ایک اصول یہ تھا کہ جو کسی عہدے کا طالب اور خواہش مند ہو اس کو عہدہ نہیں دیتے تھے، ایسی سوسائٹی میں عہدے کے امیدوار بننے، اپنی تعریف و توصیف کرنے، اور حکومت کے لئے ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے کی کیا گنجائش تھی، جس جماعت کے سامنے ہر وقت قرآن مجید کی یہ آیت رہتی ہو:-

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ط وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

(سورہ القصص-۸۳)

یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لئے مخصوص رکھیں گے جو زمین میں اپنی بلندی نہیں چاہتے اور نہ فساد پھیلانا چاہتے

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں، اور انجام خدا سے ڈرنے والوں کا ہے۔

جس جماعت کا اس حقیقت پر ایمان ہو، وہ کیا اپنی سربلندی اور فتنہ وفساد کے جرم کا ارتکاب کر سکتی ہے؟

دوستو اور بزرگو! یہ خدا پرستی کی دعوت تھی جو حضورؐ نے دنیا میں پیش کی تھی، اور نتائج کے لحاظ سے یہ دنیا کی سب سے زیادہ نفع بخش کوشش ہے، کوئی شخص دنیا کی کسی اور دعوت کا نام لے کر نہیں بتلا سکتا کہ اس نے دنیا کو اتنا فائدہ پہنچایا، حالانکہ اس دعوت کے حصہ میں انسانوں کی اتنی کوششیں اور اتنے وسائل نہیں آئے، جو عصر حاضر کی معاشی، اقتصادی اور سیاسی تحریکوں کے حصے میں آئے ہیں، مگر پھر بھی ان تمام تحریکوں کے فائدے مل کر بھی اس ایک دعوت کے فائدوں کا دسواں حصہ بھی نہ ہو سکے۔

خدا پرستی کے علمبردار نفس پرستی کے شکار

آج بھی دنیا سے معاشی اور سیاسی ظلم اور اخلاقی برائیاں جب ہی دور ہو سکتی ہیں جب دنیا اس دعوت کو قبول کر لے، لیکن اور کسی کے متعلق کیا کہا جائے، جب کہ خود اس دعوت کے علمبردار ہی نفس پرستی میں مبتلا ہو گئے۔ نفس پرستی تو چوٹ کھائے ہوئے بیٹھی تھی اس نے موقع پا کر خدا پرستی کے علمبرداروں سے خوب انتقام لیا، جنھوں نے اسے شکست دی تھی اور وہ مسلمان جس کا امتیاز تھا ''كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ'' افسوس آج اس نفس پرستی کا خود شکار ہے۔

مسلمانو! تم نے بڑا ظلم کیا ہے، تمہارا کام تو خدا پرستی کا نمونہ بننا تھا اور

www.abulhasanalinadwi.org

ساری دنیا کو اس کی دعوت دینا تھی تم نے نفس پرستی کو اختیار کر کے اپنا بھی نقصان کیا اور ساری دنیا کو بھی مشکلات میں پھنسا دیا، اگر تم اپنا فرض ادا کرتے رہتے تو نہ یہ نفس پرستی کی دنیا میں دوبارہ غالب ہوتی اور نہ دنیا کا یہ حشر بنتا۔

دنیا کی سب سے بڑی مصیبت نفس پرستی ہے

آج دنیا کی سب سے بڑی مصیبت نفس پرستی ہے، دنیا کے بڑے بڑے لیڈر اور، کے علمبردار (ٹرومین، چرچل اور اسٹالن) سب سے بڑے نفس پرست ہیں، یہ اپنی نفس پرستی میں اجتماعی غرور میں (جو نفس پرستی کی ایک ترقی یافتہ اور وسیع شکل ہے) دنیا کو خاک سیاہ کرنے کے لیے ہر وقت تیار ہیں، ایٹم بم سے زیادہ خطرناک نفس پرستی ہے جس نے دنیا کو تباہ کر دیا، لوگوں کو ایٹم بم پر غصہ آتا ہے کہ قیامت برپا کر دے گا، میں کہتا ہوں ایٹم بم کا کیا قصور اصل مجرم تو اس کا بنانے والا ہے اور اس سے پہلے بھی وہ درسگاہیں اور وہ تہذیب ہے جو اس ایٹم بم کو وجود میں لائی۔ ہے اور اکسب کی جڑ وہ نفس پرستی ہے جس نے اس تہذیب کو جنم دیا ہے۔

ہماری دعوت

دوستو! ہماری دعوت اور ہماری تحریک بس یہی ہے اور اسی مقصد کے لئے ہے، کہ نفس پرستی کے خلاف محاذ قائم کیا جائے، خدا پرستی کی زندگی کا طریقہ دنیا میں عام کیا جائے، ہم نے اسی مقصد کے لئے یہ خاص اجتماعات کئے ہیں اور محض اسی مقصد کے لئے ہفتہ وار اجتماع کرتے ہیں جہاں ہم قوم کے ہر طبقہ کو جمع ہونے کی دعوت دیتے ہیں اور ان کے سامنے خدا پرستی کی دعوت لیکے سے بڑے علمبردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات، ان کے حالات زندگی اور ان کے ساتھیوں کے واقعات پیش کرتے ہیں جو سچی خدا پرستی کا راستہ دکھانے والے ہیں اور ہمارے عقیدے کے مطابق انھیں میں انسانیت کی نجات اور دنیا کی مشکلات کا حل ہے، ہمارا کام اور ہماری دعوت کھلی ہوئی کتاب ہے جس کا جی چاہے پڑھ لے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين

www.abulhasanalinadwi.org